روزنامہ "زمیندار" لاہور - مورخہ ۱۵ جولائی ۵۲ء

---

۱۸ جولائی کو ملک کے طول وعرض مین مرزائیون کو اقلیت قرار دینے کے سلسلے مین "یوم مطالبات" منایا جائے - تحفظ ختم نبوت کیلئے مسلمان بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہ کرین گے - مرکزی اور صوبائی حکومتون کو انتباہ - سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کی گدّی سے الگ کر دیا جائے - وہ پاکستان کی بجائے مرزا محمود کے وفادار ہین !

ربوہ کی زمین مرزائیون سے واپس لے لی جائے اور وہان مسلمانون کو آباد کیا جائے -

تحریک تحفظ ختم نبوت کو چلانے کیلئے آل مسلم [illegible] کنونشن نے کونسل آف ایکشن مقرر کر دی - !

— سٹاف رپورٹر —

لاہور:- ۱۳ جولائی - آج صبح آٹھ بجے برکت علی محمڈن ہال مین آل مسلم پارٹیز کنونشن کا اجلاس اللہ اکبر - ختم نبوت زندہ باد - پاکستان زندہ باد - ظفر اللہ خان کو علیحدہ کرو - "اور" مرزائیون کو قرار دو کے فلک بوس نعرون کے درمیان شروع ہوا - پنجاب کے ہر سے ہر فرقہ اور ہر جماعت کے رہنما اور علمائے کرام اجلاس مین شامل ہوئے - پنجاب کے علاوہ سرحد کے علمائے بھی اس کنونشن مین شرکت کی - مندوبین کی تعداد ۷۰۰ کے لگ بھگ تھی - اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس مین سجادہ نشین سیال شریف - مولانا حافظ سیدّ شیخ الاسلام - سیّد قمرالدین - حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف - مولانا سیدّ آل رسول دیوان اجمیر شریف اور دوسرے مشائخ عظام نے بھی شرکت کی -

وہ نظارہ خاص طور پر کیفیت انگیز تھا - جب امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے جھک کر حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے

زانوؤں کو چھوا ۔ اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا ۔ پوری فضا اللہ اکبر ۔ امیر شریعت اور پیر صاحب گولڑہ شریف زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی ۔ جلسے کی صدارت کے لئے مولانا مفتی محمد حسن صاحب کا نام نامی اسم گرامی پیش کیا گیا ۔ اور آپ کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے ۔

مولانا داؤد غزنوی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے ۔ تلاوت قرآن مجید اور کاریڈ جانباز کی نظم کے بعد مولانا غلام محمد ترنم صدر جمعیت العلمائے پاکستان نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے متعلق پہلی قرارداد پیش کی ۔ قرارداد کا متن حسب ذیل ہے ۔

۱ ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے چونکہ اسلام کے بنیادی اور اجماعی عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرکے دعویٰ نبوت کیا اور اپنے نہ ماننے والوں کو اسطرح کافر قرار دیا ۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر کافر ہیں ۔

۲ ۔ غلام احمد قادیانی نے اپنی امت کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت تصور کیا ہے ۔ اور جسطرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی نہ ماننے کی وجہ سے عیسائی کافر ہیں ۔ اسی طرح غلام احمد کے نبی نہ ماننے کی وجہ سے تمام اہل اسلام کو کافر قرار دیا ہے ۔ گویا جسطرح عیسائی اور مسلمان ایک قوم نہیں ۔ اسی طرح مسلمان اور مرزائی بھی ایک قوم نہیں ۔ اسی لئے کوئی مرزائی بڑے سے بڑے مسلمان کا بھی جنازہ نہیں پڑھتے ۔ چنانچہ چوہدری ظفراللہ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا ۔ اور مسلمانوں کے کسی معصوم بچہ تک کا بھی جنازہ نہیں پڑھتے ۔

۳ ۔ جسطرح کسی مسلمان کے ہندو سکھ یا عیسائی ہو جانے کو مسلمان مرتد تصور کرتے ہیں ۔ اسی طرح مرزائی اس شخص کو مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان ہو جانے مرتد قرار دے دیتے ہیں ۔

۴ ۔ مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔

۵ ۔ اسلام کا مدار عقیدہ توحید اور ختم نبوت پر ہے ۔ اگر کوئی فرقہ توحید و رسالت کا اقرار کرے رسول کریم صلعم کی ذات گرامی پر نبوت کا ختم ہونا تسلیم نہ کرے ۔ بلکہ تسلسل نبوت کا قائل ہو تو وہ اسلام سے خارج تصور ہوتا ہے ۔ برہمو سماج حضور نبی کریم صلعم کو نبی تو مانتے ہیں لیکن آپکے بعد تسلسل نبوت کے قائل ہونے کی وجہ سے خارج از اسلام سمجھے جاتے ہیں ۔ ایسے ہی غلام احمد اور اسکی امت برہمو سماج وغیرہ کی طرح تسلسل نبوت کے قائل ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔

۶ ۔ پاکستان کی بنیاد دو قوموں کے نظریہ پر رکھی گئی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کو دنیا کے سب اہل مذاہب مانتے ہیں ۔ لیکن انبیاؑ کی نسبت اختلاف پایا جاتا ہے ۔ اور نبوت کی تقسیم سے قوم جدا ہو جاتی ہے ۔ جیسا کہ یہود میں سے کسی نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبی تسلیم کر لیا تو وہ یہودی نہ رہا ۔ حالانکہ اسی نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا ۔ کسی عیسائی نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو نبی مان لیا ۔ تو عیسائیت سے نکل گیا ۔ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام کا اس نے انکار نہیں کیا ۔ اسی طرح جب کسی مسلمان نے مرزا غلام احمد کی نبوت کو قبول کر لیا ۔ تو وہ مسلمان نہ رہا ۔ اگرچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتا ہی ہو اسی لیئے نقاش پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے انگریزی دور اقتدار میں مطالبہ کیا تھا کہ مرزائیوں کو اہل اسلام سے جدا غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے جسطرح ہندو سے سکھ جدا کر دیئے گیے ہیں ۔ تفصیل حرف اقبال میں موجود ہے ۔ چنانچہ حضرت علامہ اقبال نے انجمن حمایت اسلام کی رکنیت اور دیگر نمائندوں سے مرزائیوں کو غیر مسلم ہونیکی وجہ سے خارج کر دیا گیا ۔

۲ - مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ قادیانی نے وزارتی مشن کی آمد کے زمانہ مین اپنی جماعت کو علیحدہ تسلیم کرانے کا مطالبہ کیا تھا - جس کا اس نے خود ذکر کیا - مین نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیون اور عیسائیون کی طرح ھمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائین - جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ھین - اور تم ایک مذھبی فرقہ ھو - اس پر مین نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذھبی فرقہ ھین - جسطرح انکے حقوق علیحدہ تسلیم کئے ھین - اسی طرح ھمارے بھی کئے جائین - تم ایک پارسی پیش کرو اسکے مقابلہ مین دو دو احمدی پیش کرتا جاؤنگا -

بنا برین یہ کنونشن مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے ماننے والون کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ھوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ھے کہ انکو مسلمانون سے علیحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ھوئے انکے حقوق مسلمانون سے جدا کرکے مسلمانون کے حقوق دستبرد سے ملحوظ کرے -

مولانا غلام محمد ترنم نے قرارداد پیش کرتے ھوئے فرمایا کہ مرزائیون کی معاشرت - ان کی تہذیب - انکا تمدن اور انکے رھنے سہنے کا طریقہ ھم سے مختلف ھے - وہ ھم سے الگ ھین - ھم ان سے الگ ھین - وہ ھماری تقریبات مین شامل نہین ھوتے - وہ رشتے ناطے کرنا ھم سے گناہ سمجھتے ھین - انکے نزدیک ھمارا جنازہ پڑھنا گناہ عظیم ھے - اور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے منکر اور قرآن کے اس قطعی فیصلہ اور اعلان کے باغی ــــــــ کہ مین نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا - اور اب اسکے بعد اور کوئی شریعت اور نبی نہین آئیگا - مین قرآن کے باغیون اور رسالت کے باغیون کے ساتھ مسلمانون کا کوئی تعلق نہین وہ ایک الگ اقلیت ھین - جنھین اقلیت قرار دینا ھوگا - کیونکہ وہ مسلمانون کو کافر سمجھتے ھین - اور ھم انھین کافر سمجھتے ھین - اسلئے انھین یہ حق

نہیں پہنچتا کہ وہ مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالیں ۔ بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہوکر سرکاری دفاتر کو اور ممالک غیر میں پاکستانی سفارت خانوں کو مرزائیت کی تبلیغ کا اڈہ بنائیں ۔ آپ نے فرمایا کہ مرزائیوں نے اپنی الگ عدالتیں بنا رکھی ہیں ان کا اپنا آئین ہے ۔ اسی آئین کے ماتحت ان عدالتوں میں باقاعدہ سزائیں دی جاتی ہیں ۔ جرمانے کئے جاتے ہیں ۔ مخالفوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے ۔ اور پھر ان سزاؤں کے خلاف اپیل کرنے کیلئے بھی عدالتیں موجود ہیں ۔ گویا کہ انہوں نے متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے جس طرح ایک میان میں دو تلواریں سما نہیں سکتیں ۔ اسی طرح ایک ملک میں دو حکومتیں قائم نہیں ہو سکتیں ۔ ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس خطرے کو جو عظیم فتنہ بننے والا ہے ابھی دبا دے ۔ اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دیکر انکے حقوق کا دوسری اقلیتوں کی طرح تعین کر دینا چاہئے ۔

اس قرارداد کی تائید مولانا محمد اسماعیل سیکرٹری انجمن اہل حدیث مغربی پاکستان اور حضرت پیر صاحب سیال شریف نے تقریریں کیں ۔

شیخ السلام حضرت پیر صاحب سیال شریف نے فرمایا کہ مرزائی کافر نہیں بلکہ مرتد ہیں ۔ کافر کو معاف کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن مرتد کے لئے اسلام میں کوئی معافی نہیں ہے ۔ آپ نے کہا ۔ کہ اگر حکومت اس فتنے سے ملک کا امن بچانے میں کمزور ہے ۔ تو وہ مجھے ایک مہینہ کی مہلت دے دے ۔ میں ملک میں مکمل امن و امان قائم کر دونگا ۔ آپ نے کہا کہ مسلمان ہر چیز کو برداشت کر سکتا ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو برداشت نہیں کر سکتا ۔ انکی شان میں گستاخی کو سن نہیں سکتا ۔ حکومت کو وقت کی نزاکت حالات کی رفتار اور آنے والے خطرات کے امکان کے پیش نظر اس فتنہ کے سدباب کے لئے فوراً قدم اٹھانا چاہئے ۔ اگر اس ملک کے مسلمان نہ رہے تو آپکی گدیاں بھی نہیں رہیں گی آپکی گدیاں ہم سے وابستہ ہیں آپکی وزارتوں کے ہم محافظ ہیں ۔ مرزائی نہیں

جو اس ملک میں مرزائی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں -

حضرت علامہ حافظ کفایت حسین نے قرارداد کی تائید مزید کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم میں سے کوئی شیعہ ہو یا سنّی - وہابی ہو یا اہل حدیث - احراری ہو یا مسلم لیگی - کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو - وہ ختم المرسلین کے مسئلے پر متفق و متحد ہے - جب اس فرقہ فساد نے جنم لیا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر ہونے کا فتویٰ کیا تو ہندوستان کے تمام علماء نے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اسے کفر قرار دیکر مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دیا تھا - جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا ہے اور انکا مفہوم اور مطلب ذاتی اغراض کے ماتحت بدل دیتا ہے - وہ شخص کاذب ہے - اسلام کی تکذیب کرنے والا ہے اور جو شخص اسلام کی تکذیب کرتا ہے - قرآن کی آیات قطعی سے انکار کرتا ہے - احادیث سے بغاوت کا مرتکب ہوتا ہے - وہ کافر ہے اور کافر مسلمان نہیں ہو سکتا - لہذا اسے مسلمان کے حقوق میں سے حصہ دینا نا انصافی ہے اور مسلمانوں کے حقوق پر چھاپا ہے - مسلمان یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس فرقے کو جو مسلمانوں میں سے نہیں ہے بلکہ ایک الگ اقلیت ہے حکومت آئین میں اسے اقلیت قرار دیکر مسلمانوں کے جائز مطالبے کو تسلیم کرے - یہ مسلمانوں کے سواد اعظم کا مطالبہ ہے - یہ کالی کملی والے آقا کے غلاموں کا مطالبہ ہے - اور اس مطالبے سے روگردانی کرنے والے مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہو سکتے - لہذا میں اپنی حکومت کے وزراء سے استدعا کرونگا کہ رائے عامہ سے ٹکرا کر دنیا کی کوئی حکومت قائم نہیں رہ سکتی - رائے عامہ کا نام حکومت ہے - اور رائے عامہ حکومت بناتی ہے - اور رائے عامہ آج یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ آپ مرزائی کو اقلیت قرار دیں - اسکے بعد قرارداد متفقہ طور پر اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان منظور ہوئی -

اس کے بعد دوسری قرارداد مولانا محمد بخش مسلم نے ایمان بصیرت افروز اور پرجوش تقریر کے ساتھ پیش کی - اور مولانا محمد داؤد غزنوی نے اس کی تائید فرمائی -

قرارداد کا متن حسب ذیل ہے -

"آل مسلم پارٹیز کنونشن پنجاب (منعقدہ لاہور) کا یہ اجلاس اس حقیقت کو پورے زور سے واضح کر دینا اپنا ایمانی - قومی - ملی اور ملکی فرض تصور کرتا ہے - کہ ختم نبوت یا رو مرزائیت کے مضمون پر کسی فرد یا جماعت کا اظہار کرنا خواہ وہ مسجد میں ہو یا کسی جلسہ میں نہ صرف جائز ہے بلکہ اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے کسی مسلمان جماعت خواہ وہ احرار ہوں یا غیر احرار اس حق سے محروم کرنا صریحاً" مداخلت فی الدین تصور کرتا ہے اور ہم اسے کسی صورت میں برداشت کرنے کو تیار نہیں - نیز ہم اس امر کو مزموم سمجھتے ہیں - کہ حکومت نے مرزائیوں اور احرار کو یکساں قرار دیا ہے -

اس امر کے پیش نظر حکومت کا یہ فرض ہے کہ دفعہ ۱۴۴ اٹھا کر گرفتار شدگان کو رہا کر کے فضا کو تکدر کو دور کرے - ورنہ کسی جماعت یا فرد پر پابندی جملہ اہل اسلام پر پابندی سمجھی جائیگی -"

محرک - محمد بخش مسلم

موئید - مولینا داؤد غزنوی

قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی -

اس کے بعد تیسری قرارداد جو چودھری ظفر اللہ کی علیحدگی کے مطالبے پر مشتمل تھی - مولانا بہاؤالحق قاسمی نے پیش کی - آپ نے قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ چودھری ظفر اللہ نے آجتک پاکستان کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دی آجتک انکے سپرد پاکستان کا جو کیس بھی ہوا - وہ طے ہونیکے بجائے الجھتا ہی چلا گیا - ریڈ کلف ایوارڈ سے لیکر مسئلہ کشمیر تک ایک بھی تو ایسی چیز نہیں جو ظفر اللہ خان کی بدولت پاکستان کے حق میں ہوئی ہو - آپ نے کہا کہ ظفر اللہ خان تنخواہ پاکستان کے خزانہ سے لیتا ہے اور احکام مرزا بشیرالدین سے حاصل کرتا ہے - اس بشیرالدین محمود سے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ :-

" اول تو پاکستان بن ہی نہیں سکتا -

اگر بن گیا - تو چند دنوں میں ختم ہو جائیگا

اور پھر اکھنڈ ہندوستان بن کر رہے گا -"

ایسا شخص جس کی پاکستان سے وفاداری مشکوک ہو - اس کو وزارت خارجہ جیسے اہم قلمدان وزارت کام سپرد کرنا ملک کی سالمیت کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے - اس لئے ہم مسلمان جنہوں نے پاکستان کے قیام کے لئے اپنے بچوں - بھائیوں بہنوں - عزیزوں کی قربانی دی ہے - اور پاکستان حاصل کیا ہے - یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ . . . .

. . . . . . کسی ایسے شخص کی بدولت جس کی پاکستان سے وفاداری مشکوک ہے جو پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ تک نہیں پڑھتا - اسے وزارت خارجہ کی گدی پر بٹھا کر پاکستان کی آزادی کیلئے شاید خطرہ پیدا کردیا جائے - پاکستان جسے ہم نے لاکھ مسلمانوں کی قربانی دیکر حاصل کیا ہے - دنیا کی ہر چیز سے عزیز ہے - اور اس کی آزادی دنیائے اسلام کی آزادی ہے - اسلئے مسلمان مطالبہ کرتے ہیں کہ

سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کی گدی سے فوراً الگ کر دیا جائے ۔

علامہ علاؤالدین صدیقی کی تقریر ۔

آپ نے چن گھنٹہ تک ایک پرجوش تقریر کرتے ہوئے فرمایا ۔ کہ مرزائیت کے پھریرے کو علماء کرام نے پارہ پارہ کر دیا ۔ اور اب ضرورت ہے کہ اس ڈنڈے کو بھی اکھاڑ پھینکا جائے ۔ جس پر کفر ضلالت کا پھریرہ لہرا رہا ہے تاکہ نہ ہو بانس نہ بجے بانسری ۔ آپ نے فرمایا ۔ کہ سر ظفر اللہ خان نے وزارت خارجہ کے منصب سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر ممالک کے پاکستانی سفارت خانوں کو مرزائیت کی تبلیغ کا اڈہ بنا لیا ۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس بیسیوں ثبوت موجود ہیں کہ ان سفارت خانوں کے بعض افسروں نے کھلم کھلا ممالک غیر میں مرزائیت کی تبلیغ کی ۔ چنانچہ کینیا میں ایک نوجوان نے پاکستانی سفارتی نمائندے سے کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور اسلامی تعلیمات حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ مجھے پاکستان کی کون سی دینی درسگاہ میں جانا چاہئے ۔ تو اس نوجوان سے یہ کہا گیا کہ وہ " ربوہ " چلا جائے ۔ اسی طرح ایک اور ملک میں .... ایک انگریز نے اسلامی تعلیمات کے حصول کے شوق کا اظہار کیا تو اسے بھی پاکستانی سفارت خانے کے عملے کے بعض مرزائی ملازمین نے اسے بھی " ربوہ " کا راستہ دکھایا ۔ یہ تو ایک دو مثالیں ہیں ۔ میرے پاس بیسیوں دستاویزی ثبوت موجود ہیں ۔ کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے ۔ کہ پاکستانی سفارت خانوں کو مرزائیت کے اڈے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے اور کیا جا رہا ہے ۔ آپ نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ تھا ۔ اسلئے حل نہیں ہو رہا ۔ کہ ظفر اللہ خان نے اسکو برطانوی سامراجی مفادات کے پیش نظر اس قدر الجھا دیا ہے کہ اس کے سلجھنے کے راستے میں کوڑوں رکاوٹیں ہیں ۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ مسیح موعود کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے ظفر اللہ خان یار میں عیسیٰ کے مزار کو

اپنی مسیح موعودیت کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہین - یہی وجہ ہے کہ آج بعض خاص مصلحتون کی بنا پر کشمیر سے یہ آواز اٹھ رہی ہے کہ کشمیر مین نہ پاکستان کی حکومت ہونی چاہئیے نہ ہندوستان کی - بلکہ ایسی ایک آزاد ریاست بنا دیا جائے آپ جانتے ہین ؟ کہ یہ تار کہان سے ہل رہی ہے - ایسے ہلانے والا کون ہے ؟ — وہی سامراجی انگرز جسکے سینے پر پاکستان اور ہندوستان کی آزادی سانپ بنکر ہروقت لوٹتی رہتی ہے - آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے اسی طرح گورداسپور کے پاکستان سے الگ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ گورداسپور کبھی پاکستان سے چھینا نہ جاتا - اگر مرزائی اپنے کیس کو مسلمانون سے الگ ریڈکلف مشن کے سامنے پیش نہ کرتے - آپ نے تقریر ختم کرتے ہوئے دوبارہ یہ مطالبہ کیا کہ ظفر اللہ خان مسلمانون کے نمائندے نہین - نہ وہ مسلم لیگ کے نمائندے ہین اور نہ وہ کبھی مسلم لیگ کے دو آنے کے ممبر بنے اور نہ آج ہین - لہذا وہ کسی کے بھی نمائندے نہین - جب وہ کسی کے نمائندے نہین تو انہین وزارت مین کس بنا پر رکھا گیا ہے - حکومت سمجھ لے کہ اس نے ظفر اللہ خان کو وزارت مین ایک اہم عہدہ پر فائز کرکے پاکستان کی آستین مین سانپ پالنے کی کوشش کی ہے - اس کے بعد آپ نے قرارداد پڑھکر سنائی جسکا متن حسب ذیل ہے -

چودھری ظفر اللہ کی علیحدگی کا مطالبہ آل مسلم کونشن پارٹیز پنجاب -

چودھری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ کی پاکستان کے ساتھ وفاداری کو مشکوک جانتا ہے نیز یقین رکھتا ہے کہ ظفر اللہ خان نے وزارت خارجہ کے عہدہ کو مرزائیت کی تبلیغ اسلامی ملکون مین مرزائیت کے دفتر کھلوانے اور ملازمتون پر مرزائیون کو قابض کرانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے - اور یہ کہ وہ پاکستان اور ہندوستان کو صرف قادیان کی وجہ سے ہی اکھنڈ بنانے پر مذہبی عقیدہ رکھتے ہین - اور مسئلہ کشمیر کے حل کرانے مین انکی ناکامی وہ صرف انکی نااہلیت کی وجہ سے ہے - بلکہ برطانیہ کے

سامنے انکی اورانکی جماعت کی قدیم مذھبی وفاداری کو اس مین بہت بڑا دخل ھے ۔

اس لئے پاکستان ۔ اسلامی ممالک اور کشمیر کے مفاد کا تقاضا ھے کہ ظفراللہ خان کو وزارت سے جلد از جلد علیحدہ کر دیا جائے ۔

اس کے بعد مولانا مرتضی احمد خان نے ذیل کی قرار داد پیش کی ۔

" اراضی ربوہ کی واپسی کا مطالبہ " آل مسلم پارٹیز کنونشن

مرزائی پارٹی کی گذشتہ تاریخ کے پیش نظر قادیان مین دن دھاڑے قتل کرنا مکانات کا جلانا ۔ مخالفین کو اخراج از شھر کی سزادیوانی ۔ فوجداری مقدمات مین جرمانہ ۔ قرقی جائیداد ۔ سزائے بیدزنی دینا اور باوجود ان سب باتون کے پولیس کا گواہ مہیا کرنے سے عاجز رھنا اور قانون کا شل ہو جانا جس پر امن انگریزی زمانہ کی عدالتون کے فیصلہ جات گواہ ھین اس خیال کو تقویت پہنچاتا ھے کہ ربوہ کی آبادی جواب صرف قادیان کی بنائی جا رھی ھے ۔ اب جس کے ارد گرد کے بارہ مواضعات کی متروکہ اراضی جو مہاجرین کو الاٹ ہوئی تھی ۔ ان سے چھین کر مرزائیون کے حوالے کی جارھی ھے جس مین کسی دیگر فرقہ کی کوئی آبادی نہین ہو گی ۔ گذشتہ حالات واقعات کے اعادہ کا باعث بنتی جا رھی ھے ۔ اس لئے یہ کنونشن حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ھے کہ تعمیر شدہ عمارتون کے علاوہ باقی خالی زمین واپس لیکر دیگر فرقون کو آباد کرکے آنے والے خطرات کا سدباب کرے ۔

مولانا مرتضیٰ احمد خان نے قرار داد پیش کرتے ہوئے کہا ۔ کہ ربوہ کے اڈہ کو مرزائی پاکستان کے خلاف مستقر کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہین ۔ ربوہ مین جو تیاریان کی جا رہی ہین وہ نہایت خطرناک ہین ۔ ربوہ پاکستان کے دشمنون کے جاسوسون کا مرکز ہے ۔ حکومت کو علم نہین ۔ کہ ربوہ قادیان کے درمیان رات دن نامہ و پیام کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔ حکومت معمولی شبہ پر سیاسی کارکنون کو تو پکڑ لیتی ہے ۔ لیکن ان لوگون سے باز پرس نہین کرتی ۔ جو بھارت سے دن رات نامہ و پیام مین مصروف رہتے ہین ۔

آپ نے کہا کیا ہمارے ارباب حکومت یہ نہین جانتے ۔ کہ سرکاری عہدون پر فائز مرزائیون کو یہ حکم ہے ۔ کہ وہ سرکاری رپورٹین دو دو تیار کرین ۔ ایک رپورٹ حکومت کو بھیجی جائے اور دوسری ربوہ کو ۔ اب بتائیے ۔ کہ سرکاری راز کسطرح محفوظ رہے ۔ مین تو یہ کہونگا ۔ کہ ہمارے وزراء سے زیادہ سرکاری محکمون کے متعلق بشیرالدین محمود جانتا ہے ۔ آپ نے قادیان کے واقعات کو دہراتے ہوئے کہا ۔ کہ اگر ربوہ کو بھی خالص مرزائی آبادی بنا دیا گیا ۔ تو یہ پاکستان کی چھاتی پر ایک تنا ہوا پستول ہوگا ۔ جو کسی وقت بھی چل کر ہماری آزادی کا خاتمہ کر سکتا ہے ۔ یہ تو ایک مانا ہوا نظریہ ہے ۔ کہ جب ایک ہی جماعت ۔ ایک ہی فرقے ۔ اور ایک ہی گروہ کو ایک خاص بستی مین رہنے کی اجازت ہوگی ۔ اور اس مین کسی اور کو آنے کا حق نہ ہوگا ۔ یہ فرقہ من مانی سازشین ۔ ریشہ دوانیان اور سرگرمیان جاری رکھے گا ۔ اس کا راز کبھی ظاہر نہین ہوگا ۔ حکومت اسکے رازہائے درون پردہ سے بے خبر رہے گی ۔ اور اس صورت مین جو خطرات ہین ۔ ہماری حکومت آج انہین محسوس نہین کر رہی ۔ لیکن ایک وقت آئے گا کہ وہ اس فتنے کو جو "ربوہ" سے سر اٹھا رہا ہے ۔ دبانا چاہے گی بھی تو نہ دبا سکے گی ۔

اس لئے ہم نے حکومت کو بروقت بیدار کرنے کی کوشش کی ہے آنے والے خطرات اسکے سامنے رکھے ہین ۔ اب یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ آنے والے عظیم خطرات

سے ملک کی سالمیت اور آزادی کو بچانے کے لئے فوری اقدام کرے ۔

قرارداد کی تائید قاضی مرید حسین ۔ایم ایل اے ۔ نے کی ۔ قاضی مرید حسین نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا ۔ کہ مین مسلم لیگی ہون ۔ مجھے اپنے مسلم لیگی ہونے پر فخر ہے مین اعلان کرتا ہون کہ یہ مسئلہ احرار کا نہین ۔ بلکہ کل عالم اسلام کا مسئلہ ہے ۔ جو لوگ اسے سٹنٹ کہتے ہین وہ خود سٹنٹ ہین ۔ یہ عشق کا معاملہ ہے ۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سوال ہے جس پر ساری کائنات کو قربان کیا جا سکتا ہے ۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود مین عشق

عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

آج سارے مسلمان خواہ وہ کسی فرقے سے ہون ۔ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہون ۔ مسئلہ ختم نبوت کے سوال پر متحد العمل ہین ۔ آپ نے کہا کہ مین نے پنجاب مسلم لیگ کونسل مین مرزائیون کو اقلیت قرار دینے کے متعلق قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیدیا ہے ۔ مین نے مطالبہ کیا ہے کہ اس قرارداد پر بحث کرنے کے لئے پنجاب اسمبلی کا اجلاس فی الفور بلایا جائے ۔ یہ اب آپ کا فرض ہے کہ ۔ آپ اپنے حلقہ کے ایم ایل اے حضرات پر زور دین کہ جب اسمبلی مین مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی مین جب مسلم لیگ کونسل کے اجلاس مین یہ قرارداد پیش ہو ۔ تو وہ اس کی تائید کرین ۔ اور انہین کہہ دو کہ اگر انہون نے اس قرارداد کی تائید کرنے سے احتراز کیا تو ہمارے نمائندے نہین ۔ آپکی تقریر کے بعد قرارداد متفقہ طور پر منظور ہو گئی ۔ اور کنونشن کی پہلی نشست ختم ہوئی ۔

"دوسری نشست"

کنونشن کی دوسری نشست چار بجے بعد دوپہر ابوالحسنات مولانا محمد احمد صدر جمعیت العلمائے پاکستان کی صدارت میں شروع ہوئی ـ تلاوت قرآن حکیم اور کامریڈ جانباز کی نظم کے بعد مولانا محمد یوسف سیالکوٹی نے ذیل کی قرارداد پیش کی ـ

" آل مسلم پارٹیز کنونشن پنجاب (منعقدہ لاہور) کا یہ اجلاس قرار دیتا ہے کہ تمام وہ مطالبات جو تجاویز کی شکل میں ـ منظور کئے گئے ہیں ـ انکی تائید میں ۱۸ جولائی کا جمعہ یوم مطالبات منایا جائے ـ اور تمام مساجد اور علماء اکابر ملت سے استدعا کرتا ہے ـ کہ اس کنونشن کی منظور کردہ قراردادوں کی تائید کرکے اپنے فیصلوں کی اطلاع حکام ضلع اور صوبہ کے وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں بھیج دیں ـ

سر سے کفن باندھ کر اس قربانی کو پیش کریں گے ـ اگر جیلوں میں جانے کا سوال پیدا ہوا ـ تو ہم جیلوں کو بھر دینگے ـ

قرارداد کی تائید مولانا عبدالستار نیازی نے اپنی پرجوش اور ولولہ انگیز تقریر کی ـ آپ نے کہا ـ کہ ہم لوگوں سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ جو ہمارے کماشتے ہیں ـ ناظم الدین ہو یا دولتانہ ـ گورمانی ہو یا نشتر ـ قیوم ہو یا کوئی اور ـ انہیں مسلمانوں کے سواد اعظم کے مطالبے کو تسلیم کرنا ہوگا ـ کیونکہ مسلمانوں کے سواد اعظم کے طفیل ہی وہ ان گدیوں پر متمکن ہوئے ہیں ـ اور اگر وہ مسلمانوں کے مطالبے کو نہیں مانتے تو انہیں ان گدیوں پر قائم رہنے کا کوئی حق نہیں ـ

آپ نے "ڈان" کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "ڈان" کے مرزائیت نواز ایڈیٹر نے مفتی اعظم مصر اور علمائے پاکستان کے خلاف جو زہر چکائی کی ہے ـ شائد وہ اس کے نتائج سے واقف نہیں ـ یہ ختم نبوت کا مسئلہ ہے ـ جسے اینگلو محمڈن ایڈیٹر اور

نواب زادے نہیں سمجھ سکیے ۔ یاد رکھو ۔ تم اس مسئلے مین مرزائیون کی حمایت اور ختم نبوت کی مخالفت کرکے آگ کے شعلون سے کھیل رہے ہو ۔ مسلمانون کے سواد اعظم کی مخالفت کرنا آسان کام نہیں ۔ یہ بھول نہ جاؤ کہ جو تمہیں گدیوں پر بٹھا سکتے ہیں ۔ وہ تمہیں گدیوں سے اتار بھی سکتے ہیں ۔ آپ نے " ڈان " کے لاھوری نمائندے کو متنبہ کیا کہ یہ حکومت پنجاب کا معاملہ نہیں ۔ جسکے متعلق تم غلط خبریں شائع کرتا رہوگے ۔ یہ ختم نبوت کا معاملہ ہے ۔ یہ معاملہ مسلمانون کے ایمان کا ۔ یاد رکھو ۔ مسلمانون کے ایمان سے کھیلنا نہایت خطرناک فعل ہے ۔ اس لئے اس وادی میں ذرا پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہی اچھا ہوگا ۔

مولانا مظہر علی اظہر نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ

" مرزائیوں کے خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنی تقریروں میں کہا ۔ اور "الفضل" میں لکھا کہ " اول تو پاکستان بنے گا ہی نہیں اور اگر بنے گا تو چند دنون میں ختم ہو جائے گا ۔ اور پھر اکھنڈ ھندوستان بن کر رہے گا ۔" کوئی بتلائے ہمین ہم بتلائیں کیا ۔

میں حکومت کے دانشورون سے پوچھتا ہون کہ آج بھی جبکہ تین سو تیرہ درویش قادیان میں موجود ہیں اور انکا ربط وضبط مرزا محمود سے قائم ہے ۔ اور قادیانی قادیان کو اپنا قبلہ وکعبہ سمجھتے ہیں تو ان کی وفاداری پاکستان سے کیسے ہو سکتی ہے ۔ آج بھی وہ اکھنڈ ھندوستان کے خواب دیکھ رہے ہیں ۔ آج بھی انکی ھمدردیاں پاکستان سے زیادہ قادیان سے ہیں ۔ اور قادیان کی وساطت سے بھارت سے ہیں ۔ وجود ان لوگون کا زیادہ خطرناک ہے کہ یا ان لوگون کا جنہون نے پاکستان بننے کے بعد اپنے ہتھیار مسلم لیگ

کے حوالے کردئیے - اور مسلم لیگ کا ایک ادنیٰ سپاہی بن کر مسلم لیگ کو انتخاب میں فتح دلوائی -

حکومت کے ارباب بست وکشاد کو ان خطرات کو جو مرزائیت کی آغوش میں مل رہے ہیں - جو بہت جلد طوفان بن جانے والے ہیں - بھانپ لینا چاہئیے ورنہ وقت گذرنے کے بعد پچھتانا بے کار ہوگا -

ہم دیانتداری سے پاکستان کی آزادی کا تحفظ چاہتے ہیں - ہم اس ملک کی سالمیت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں - اور اسکے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے - سیاسی اور مذہبی دونوں لحاظ سے مرزائی پاکستان اور مسلمانوں کے لئے پلیگ کی حیثیت رکھتے ہیں -

اسکے بعد قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی - مولانا محمد ذاکر ایم ایل اے نے ذیل کی قرارداد پیش کی اور علامہ محمد یعقوب نے اسکی تائید کی اور قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی -

آل مسلم پارٹیز کنونشن پنجاب کا یہ اجلاس پاکستان کی سالمیت کو اپنا ملکی و ملی فریضہ تصور کرتا ہے اور مملکت پاکستان سے اسکی محبت کے پیش نظر مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو متنبہ کرتا ہے - کہ چونکہ مرزائیوں کی وفاداری پاکستان کے ساتھ مشکوک ہے اور ان کے مذہبی و سیاسی رہنما مرزا محمود کے عزائم سے جیساکہ انکے خطبات اور دیگر تدابیر سے عیاں ہے - یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستان پر اپنا تسلط جمانا چاہتے ہیں - اور اسی کے لئے مکمل تیاریاں بھی کر رہے ہیں جنکی تکمیل کیلئے انہوں نے ربوہ کو مسلمانوں سے بالکل الگ مخصوص مرکز بنا رکھا ہے - تعلیم یافتہ مسلمان بالعموم اور ملازم طبقہ بالخصوص اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر مرزائیوں کو پاکستان اور ملت اسلامیہ کے لئے غایت درجہ خطرناک تصور کرتا ہے -

حکومت کو چاہئیے کہ مرزائیون پر کڑی نگرانی رکھے اور انکی خطرناک سرگرمیون کی تشخیص و تحقیق کے لئے ایک مجلس تحقیقات متعین کرے ۔ جس کے ارکان مین غیرسرکاری مسلمان عناصر بھی شامل ہون نیز جو مرزائی ذمہ دار عہدون پر فائز ہیں انکو اپنے منصب کی آڑ مین تبلیغ مرزائیت سے روکنے کا فوری اقدام کرے ۔

کراچی کونشن کے لئے نمائندے

اس کے بعد صدارت کی طرف سے آل پاکستان کونشن کراچی کے لئے نمائندون کا اعلان کیا گیا ۔ اور مجلس عمل کے قیام کے سلسلے مین مختلف جماعتون پر مشتمل نمائندون کی تعداد کے تعین کا اعلان ہوا ۔

آل مسلم پارٹیز کونشن پنجاب کا یہ اجلاس ایک وفد کی تشکیل کرتا ہے جو آل پاکستان کونشن کراچی مین شریک ہوکر پنجاب کی نمائندگی کے فرائض سرانجام دے اور اس وفد کو اراکین مین اضافہ کرنے کے اختیارات دیتا ہے ۔ اراکین وفد حسب ذیل ہین ۔

مولانا سید محمد احمد صدر جمیعتہ العلما پاکستان

مولانا محمد داؤد غزنوی

مولانا عبدالستار خان نیازی

مولانا بہاؤ الحق قاسمی

مولانا نور الحسن شاہ بخاری

مولانا نورالحسنات شاہ بخاری

مولانا محمد علی جالندہری

امیر شریعت ۔

علامہ کفایت حسین ۔

مولانا مطیع الحق

مولانا عبد الحلیم

مولانا محمد اسماعیل ۔

مجلس عمل

آل پارٹیز کنونشن پنجاب کا یہ اجلاس ایک مجلس عمل کی تشکیل کرتا ہے جو کنونشن کی پاس شدہ تجاویز کو عملی جامہ پہنائے اور آئندہ رونما ہونے والے حالات و معاملات پر غور کیا کرے ۔

ادارہ حقوق شیعہ	۲ نمائندے
مجلس احرار	۲ "
جمیعت المشائخ	۲ "
حزب الاحناف	۲ "
جمیعت العلما پاکستان	۲ "
جمیعت العلما اسلام	۲ "
جمعیتہ اہل حدیث	۲ "
تنظیم اہل سنت	۲ "

اسکے بعد مولانا عبدالغفور ہزاروی کی قرارداد پیش کی ۔ اور اسکی تائید علامہ محمد یعقوب صاحب سیالکوٹی نے کی ۔

مسلم لیگ سے مطالبہ

آل پاکستان پارٹیز کنونشن کا یہ اجلاس ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت مسلم لیگ کی جنرل کونسل اور صوبہ کی نمائندہ اسمبلی

کو متوجہ کرتا ہے ۔ کہ وہ اپنے اپنے قریبی اجلاس مین فتنہ مرزائیت کے سدباب کے سلسلہ مین مرزائیون کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور چودھری ظفراللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرنے کی تجویز کو پاس کرکے سنٹرل مسلم لیگ اور سنٹرل گورنمنٹ کو روانہ کرکے پنجاب کے تمام مسلمانون کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دے ۔

"ڈان" کی مذمت

اسلامی اخبارات کے شکریہ اور "ڈان" کی مذمت کے سلسلے مین مولانا مرتضیٰ احمد خان نے ذیل کی قرارداد پیش کی اور اسکی تائید مولانا غلام محمد ترنم نے کی ۔

آل پارٹیز کنونشن کا یہ اجلاس ان تمام اسلامی اخبارات کی خدمات کو استحسان کی نگاہ سے دیکھتا ہے جنھون نے اس نازک موقع پر عامۃ الناس کے جذبات کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنا صحافتی خطبہ صحیح طور پر ادا کیا ۔ یہ کنونشن ان تمام اخبارات کی ہے جنھون نے اعلائے کلمۃ الحق کرنے مین تذبذب سے کام نہ لیا ۔ دلی شکریہ ادا کرتی ہے ۔

آل پارٹیز کنونشن کا یہ اجلاس کراچی کے اخبار "ڈان" اور لاہور کے "سول" کی روش پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے ۔ جس نے مصر کے مفتی اعظم کے خلاف مرزا سرائی کی اور مصری اخبارات کے یک طرفہ بیانات چھاپ کر اپنے صحافتی کردار کو داغدار کیا ہے ۔

مولانا محمد علی نے گجرات میں مسلمانوں کے جلوس پر ۷ جولائی کو پولیس کے لاٹھی چارج کی مذمت میں ایک قرارداد پیش کی ـ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ جن پولیس افسروں نے پرامن مسلمانوں پر لاٹھی چارج کیا ہے ـ حکومت ان کے خلاف فوری تحقیقات کرے ـ اور انہیں سزا دے ـ

مولانا ظفر علی خان کی خدمات کا اعتراف

مولانا محمد علی جالندھری کی طرف سے ذیل کی قرارداد پیش کی گئی ـ

آل مسلم پارٹیز کنونشن کا یہ اجلاس حضرت مولانا ظفر علی خان مد ظلہ تعالی کی خدمت میں رد مرزائیت کے سلسلے میں عشق رسول میں ڈوبا ہوا بیان دینے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور اپنے بوڑھے قائد کی رہنمائی پر سارا پنجاب فخر محسوس کرتا ہے ـ

مولانا محمد علی کی تقریر

آخر میں مولانا محمد علی نے تقریر کرتے ہوئے کہا ـ کہ وقت کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ہر قسم کے اشتعال سے الگ تھلگ رہ کر پرامن اور آئینی ذرائع سے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے کو منوانے کے ذرائع استعمال کریں ـ میرے پاس مجلس احرار کے دفتر میں نہایت ذمہ دار اور مستند ذرائع سے یہ اطلاعات پہنچی ہیں ـ کہ مرزائیوں نے ہماری تحریک کو ناکام بنانے کے لئے کچھ فیصلے کئے ہیں ـ جن میں سے چند ایک یہ ہیں ـ

مسلمانوں کو اشتعال دلا کر حکومت سے ٹکرا دیا جائے ـ تا کہ ان کی توجہ اصل مسئلے سے ہٹ جائے ـ اس سلسلے میں انکا پروگرام یہ ہے ـ کہ انہوں نے مسلمانوں کے جلسوں میں کچھ مرزائیوں کو بھیج کر اشتعال

دلانے اور گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اس طرح انہون نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے ۔ کہ اگر مسلمان جلوس نکالین تو اس مین مرزائی نوجوان شامل ہو کر ایسی حرکات کا ارتکاب کرین کہ جن سے پولیس اور مسلمانون مین تصادم ہو جائے ۔ ہمارے دشمنون کے ارادے ان کے عزائم ان کا پروگرام ۔ نہایت خطرناک ہے ۔ اس موقع پر ہمارا فرض یہ ہے ۔ کہ ہم ہر قسم کے اشتعال ہر قسم کی بیرونی ریشہ دوانیون سے بچتے ہوئے اپنے کام کو جاری رکھین ۔

بھائیو ! آپ کا فرض ہے ۔ کہ آپ وقت کی نزاکت ۔ حالات کی رفتار ۔ دشمنون کی ریشہ دوانیون کو پیش نظر رکھین ۔ ہم نے مجلس عمل قائم کر دی ہے ۔ اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مجلس عمل کی ہدایات پر عمل کرے ۔

....

اخبار "زمیندار" مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء (صفحہ نمبر ۱ کالم نمبر ۱)

اس ملک کے وزراء اور صوبائی اور مرکزی مجالس آئین ساز کے ممبر مسلمانوں کے نمائندے ہیں اور ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں کے سواد اعظم کا مسئلہ ہے — لہذا وقت آگیا ہے — کہ ملک کی سالمیت پاکستان کی آزادی ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں ہمارے وزراء ہمارے ایم ایل اے حضرات مساجد میں آئیں — اور مسلمانوں کے اجتماعات میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کریں —

"کہ ختم نبوت کے منکر کافر ہیں — وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہیں — لہذا انہیں ایک الگ اقلیت قرار دیا جائے"

اگر آج ہمارے وزراء نے ہمارے ایم ایل اے حضرات نے جرأت ایمانی کا ثبوت نہ دیا تو کل انہیں اپنی گدیوں کے ساتھ ہی پاکستان کی آزادی سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا —

ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس ملک کی آزادی کے تحفظ اور آپ کی گدیوں کو قائم رکھنے کیلئے کر رہے ہیں — آؤ مسلمانوں کا ساتھ دو — آج تمہارے ایمان کی آزمائش ہے — وزارتیں ختم نبوت پر قربان کی جا سکتی ہیں — اولاد اور جان ختم نبوت پر قربان کی جا سکتی ہے — لیکن مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر کوئی حرف آئے —"

عبد الغفور ہزاروی

"روزنامہ زمیندار" مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء (صفحہ نمبر ۱)

۱۸ جولائی کو تمام مساجد مین "یوم مطالبات" منایا جائے

آل پارٹیز کونشن کی مسلمانون سے اپیل

....

(سٹاف رپورٹر)

آل مسلم پارٹیز کونشن پنجاب نے فیصلہ کیا ہے ۔ کہ ۱۸ جولائی کو پنجاب کے طول و عرض مین یوم مطالبات منایا جائے ۔ مساجد کے اندر جلسے منعقد کئے جائین ۔ جن مین کونشن کی منظور کردہ قراردادون کو دہرایا جائے ۔ اور مسلمانون کی منظوری لی جائے ۔ اور ان اجتماعات کی اطلاعات حکام ضلع اور وزیراعظم کی خدمت مین بھیجی جائین ۔ کونشن کے مطالبات حسب ذیل ہین۔

۱ ۔ مرزائیون کو اقلیت قرار دیا جائے (۲) ۔ سرظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے الگ کر دیا جائے ۔ (۳) ۔ ربوہ مین جو سرکاری زمین مرزائیون کو ارزان قیمت پر دی گئی ہے ۔ وہ واپس لی جائے اور ربوہ مین مسلمانون کو بھی آباد ہونے کی وہی مراعات اور رعایات حاصل ہون ۔ جو مرزائیون کو حاصل ہین ۔

(۴) ۔ مجلس احرار کے جلسون پر امتیازی طور پر جو دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کیا گیا ہے ۔ اسے واپس لیا جائے ۔ اور تمام گرفتار شدگان کو رہا کر دیا جائے ۔

(۵) ۔ مرزائیون کی سرگرمیان پاکستان کی داخلی اور خارجی سالمیت کیلئے خطرناک ہین ۔ لہذا مرکزی اور صوبائی حکومتین مرزائیون کے ان عزائم کے پیش نظر کہ وہ چھا جانا چاہتے ہین ۔ مطالبہ کرتا ہے کہ انکی سرگرمیون پر نگرانی قائم کی جائے ۔ اور انکی ریشہ دوانیون کی تحقیقات کے لئے ایک "مجلس تحقیقات" قائم کی جائے ۔ جس مین سرکاری اور غیر سرکاری عناصر شامل ہون ۔ نیز مرزائیون کو تمام ذمہ دار عہدون سے ہٹا دیا جائے تا کہ وہ مناصب کی آڑ مین مرزائیت کی تبلیغ نہ کر سکین ۔

....

(روزنامہ "زمیندار" ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۱)

حکومت پاکستان قادیانی ملازمون کی تعداد کا اعلان کرے

پاکستان کی سالمیت اور حضرت رسول اکرم کے ناموس کا تحفظ نوجوانون کی ذمہ داری ہے

اسلامیان ملتان ۔ منٹگمری اور اوکاڑہ سے مولانا اختر علی خان کا خطاب

لاہور :۔ ۱۳ جولائی مجلس قائمہ پی این ای سی کے اجلاس کی صدارت کے فرائض انجام دینے کے بعد مولانا اختر علی خان صدر پاکستان نیوز پیپر ایڈیٹرز کانفرنس آج شام پاکستان میل کے ذریعہ وفاقی دارالحکومت سے یہاں واپس تشریف لے آئے ۔

ملتان پہنچا تو پلیٹ فارم " پاکستان زندہ باد " قادیانیون کو اقلیت قرار دو " ظفراللہ کو وزارت سے الگ کر دو " مولانا ظفر علی خان زندہ باد "اور زمیندار زندہ باد کے نعرون سے گونج اٹھا ۔ مولانا اختر علی خان نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں صبر و تحمل سے کام کرنے کا مشورہ دیا ۔ انہون نے کہا کہ آپکے تین نعرے ہونے چاہئیں ۔

۱ ۔ قادیانیون کو اقلیت قرار دو ۔

۲ ۔ سر ظفراللہ خان کو وزارت خارجہ سے برطرف کر دو ۔

۳ ۔ سرکاری ملازم قادیانیون کی تعداد کا اعلان کیا جائے ۔

مولانا نے مسلمانون کو تلقین کی کہ وہ اپنے جوش و خروش پر قابو رکھیں اور اپنے جائز مطالبات کو تسلیم کرانے کیلئے اپنی تمام سرگرمیون کو قانون کے دائرے میں محدود رکھیں ۔

ملتان سے روانہ ہوا تو فضا ایک بار پھر قادیانیون کو اقلیت قرار دو ۔ ظفر اللہ کو برطرف کرو ۔ اور زمیندار زندہ باد کے نعرون سے گونج اٹھی ۔

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

"منٹگمری"

منٹگمری ریلوے اسٹیشن پر ہی مقامی مسلمانوں اور طالب علموں نے قادیانیوں اور سرظفر اللہ کے خلاف نعروں سے مولانا کا خیرمقدم کیا ۔ مولانا نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بوڑھوں کا زمانہ ختم ہو چلا اب آپکے دور کا آغاز ہے ۔ پاکستان کی سالمیت اور اسکے تحفظ کی ذمہ داری آپکے کاندھوں پر ہے ۔ اس وقت پاکستان کے استحکام کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت بھی آپ پر فرض ہے ۔ کہ آپ نے اپنے اس فرض کو بطریق احسن سرانجام دیا تو آپ دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہوں گے ۔ مولانا نے حاضرین سے اپیل کی وہ نظم و ضبط اور پرامن طریق سے قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے سرگرم عمل رہیں ۔ گاڑی سٹیشن سے روانہ ہوئی ۔ ترپلیٹ فارم قادیانیوں کو اقلیت قرار دو ۔ ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے الگ کر دو ۔ مولانا اخترعلی خان زندہ باد زمیندار زندہ باد اور پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے ۔

اوکاڑہ میں بھی انہی نعروں سے مولانا کا استقبال کیا گیا اور مولانا نے وہاں بھی مسلمانوں کو مذکورہ بالا تلقین کی ۔

....

روزنامہ " زمیندار" مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء

صفحہ نمبر ۱ کالم نمبر ۵

آل مسلم پارٹیز کنونشن کا یہ اجلاس حضرت مولانا ظفر علی خان کی خدمت میں ختم نبوت کے سلسلے میں عشق رسول میں ڈوبے ہوئے بیان پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے — اور ان کی رہنمائی اور قیادت پر پورا پنجاب فخر کرتا ہے"

قرارداد :- مولانا محمد علی

موئید :- مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

....

اداریہ روزنامہ "زمیندار" لاہور مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء

"علمائے دین کا متفقہ فیصلہ"

تحفظ ختم نبوت اور مرزائیون کو اقلیتی فرقہ قرار دینےکی غرض سے کوئی مشترک لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ۱۳ جولائی کو لاہور مین پنجاب کے علمائے دین کی جو کنونشن طلب کی گئی تھی وہ اسکے علی الرغم اپنے مقصد مین حد درجہ کامیاب رہی کہ مرزائیون نے اسے ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ۔ اور انکے سرکاری گزٹ "الفضل" نے پے درپے لکھا کہ علما کا یہ اجتماع چونکہ "خلاف قانون" ہے اسلئے حکومت اسے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ممنوع قرار دیدے لیکن جیسا کہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر نے علماء سے ایک ملاقات کے دوران مین وضاحت کی ۔ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا مقصد مساجد مین اجتماع پر پابندی لگانا یا مسئلہ ختم نبوت کے متعلق کسی کو اپنے عقیدہ کے اظہار سے باز رکھنا نہین ہے ۔ اور نہ مسجدون کے اندر یا باہر مذہبی تبلیغ یا مذہبی فرائض ادا کرنے سے روکنا ہے ۔ اسکے علاوہ آل پارٹیز مسلم کنونشن کے پیش نظر چونکہ قانون شکنی اور ہنگامہ آرائی نہین تھی ۔ بلکہ اطمینان و سکون کی فضا مین یہ سوچنا تھا کہ مسلمانون کو اس فرقہ کاذبہ کے ہتھکنڈون سے کسطرح محفوظ رکھا جائے ۔ جو دن دیہاڑے مسلمانون کے ایمان و مذہب کی متاع پر ڈاکہ ڈالتا ہے ۔ اور اسکے ساتھ ہی چونکہ اپنے خلیفہ کے "تازہ رویا و کشوف" کی بنا پر واپس بھارت جانیکی تیاریان کر رہا ہے ۔ اسلئے اسکے افراد کی سرگرمیون کو پاکستان کی وحدت و سالمیت کے حق مین غیر مضرّ رسان بھی قرار نہین دیا جا سکتا ۔ ان حالات مین حکومت اس جائز اور پرامن اجتماع پر پابندی کیون کر عائد کر سکتی تھی ؟ ہمین مسرت ہے کہ حکومت نے انتہائی

دانشمندی سے کام لیا - اور میرزائیون کی غوغا آرائی کے باوجود کنونشن کے رستہ مین کوئی رکاوٹ نہین ڈالی -

جہان تک اس پر رونق اجتماع کی کامیابی کا تعلق ہے - اسکا اندازہ اس امر واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے - کہ اس مین پنجاب کے ہر مدرسہ فکر کے علما اور ہر طبقہ خیال کے مذہبی رہنماؤن نے جوق در جوق حصہ لیا اور اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا کہ آپس مین ہزار اختلافات رکھنے کے باوجود وہ تحفظ ناموس رسالت اور استیصال میرزائیت کے سوال پر متفق ہین اور کم سے کم اس معاملہ مین وہ اپنے موقف سے ایک انچ بھی ادھر ادھر سرکنے کو تیار نہین ہے - چنانچہ اس موقع پر انہون نے اتفاق رائے سے جو قرارداد منظور کی ہے - وہ انکے ایمان کامل اور عزم راسخ کی آئینہ دار ہے - انہون نے قرارداد مین کہا ہے :-

" آل پارٹیز مسلم کنونشن پنجاب اس بنا پر کہ :-

۱- میرزا غلام احمد قادیانی نے چونکہ اسلام کے بنیادی اور اجتماعی عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرکے دعوی نبوت کیا اور اپنے نہ ماننے والون کو اسیطرح کافر قرار دیا جسطرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر کافر ہین -

٢ ـ غلام احمد قادیانی نے اپنی امت کو مسلمانون سے علیحدہ اقلیت ت
کیا ہے ـ اور جسطرح محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم کے نبی نه ماننے کی بنا
عیسائی کافر ہین اسی طرح غلام احمد قادیانی کے نه ماننے کی وجه سے تمام
اہل اسلام کو کافر قرار دیا ہے ـ گویا جسطرح عیسائی اور مسلمان ایک قوم نہ
اسی طرح مسلمان اور مرزائی بھی ایک قوم نہیں ـ اسی لئے کوئی مرزائی
بڑے سے بڑے مسلمان کا بھی جنازه نہین پڑھتا ـ چنانچه چودھری ظفرالله
خان نے قائداعظم کا جنازه نہین پڑھا ـ حتیٰ که کوئی مرزائی کسی مسلمان کے
معصوم بچے کا جنازه بھی پڑھنے کو تیار نہین ہے ـ

٣ ـ جسطرح کوئی مسلمان اگر ہندو سکھ یا عیسائی ہو جائے تو مسلمان
اسے مرتد تصور کرتے ہین ـ اسی طرح مرزائی اس شخص کو مرتد قرار دیتے ہ
جو مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان ہو جائے ـ

٤ ـ مسلمانون کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہین که مرزا غلام احمد قاد
اور اسکے ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہین ـ

٥ ـ اسلام کا مدار عقیده توحید اور ختم نبوت پر ہے ـ اگر کوئی فرقه
توحید رسالت کا اقرار کرے اور رسول کریم صلی الله علیه وسلم کی ذات گرامی
پر نبوت کا ختم ہونا تسلیم نه کرے بلکه تسلسل نبوت کا قائل ہو ـ وہ اسلام سے
خارج متصور ہوتا ہے ـ برہمو سماج نبی کریم صلی الله علیه وسلم کو نبی تو مانتے
ہین ـ لیکن آپکے بعد تسلسل نبوت کے قائل ہونے کے باعث خارج از اسلام
سمجھے جاتے ہین ـ اسی طرح غلام احمد اور اسکے پیروکار تسلسل نبوت کے
قائل ہونے کے باعث دائره اسلام سے خارج ہین ـ

۶ - پاکستان کی بنیاد دو قوموں کے نظریہ پر رکھی گئی ہے - اللہ تعالی کی ذات کو دنیا کے سب اہل مذاہب مانتے ہیں - لیکن انبیا کی نسبت اختلاف پایا جاتا ہے - اور نبوت کی تقسیم سے قوم جدا ہو جاتی ہے - جیسا کہ یہود میں سے کسی نے عیسی علیہ السلام کو تسلیم کر لیا تو وہ یہودی نہ رہا - حالانکہ اس نے موسی علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا - کسی عیسائی نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مان لیا تو عیسائیت سے نکل گیا - حالانکہ اس نے عیسی علیہ السلام کا انکار نہیں کیا - اسیطرح جب کسی مسلمان نے میرزا غلام احمد کی نبوت کو تسلیم کر لیا تو وہ مسلمان نہ رہا - خواہ وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتا ہی ہو - یہی وجہ ہے کہ نقاش پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے انگریزی دوراقتدار میں مطالبہ کیا تھا کہ میرزائیوں کو اہل اسلام سے جدا غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے -

۷ - میرزا بشیرالدین محمود خلیفہ قادیانی نے وزارتی مشن کی آمد کے وقت میں اپنی جماعت کو علیحدہ تسلیم کرانے کا مطالبہ کیا تھا - جسکا اسنے خود بھی ذکر کیا ہے -

"میں نے اپنے نمائندہ کی معرفت ایک بڑے
ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ
پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق
بھی تسلیم کئے جائیں - جس پر اس افسر نے
کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں - اور تم ایک مذہبی
فرقہ ہو - اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور
عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں - جسطرح
انکے حقوق علیحدہ تسلیم کئے جاتے ہیں -

اسی طرح حمارے بھی کئے جائیں ۔
تم ایک پارسی پیش کردو ۔ میں اس کے
مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤنگا ۔"

میرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ انہیں مسلمانوں سے الگ علیحدہ غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے انکے حقوق کا تعین کرکے مسلمانوں کے حقوق کو انکی برد سے محفوظ کرے ۔"

قرارداد طویل ہے ۔ لیکن اس میں چونکہ دلائل کا خلاصہ بھی آگیا ہے ۔ اس لئے ہمیں اسے من وعن درج کرتے وقت کسی معذرت کی ضرورت نہیں ۔

تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو کراچی کے
" ڈان " اور لاہور کے " سول اینڈ ملٹری گزٹ"
نے ان لوگوں کی " شورش " اور " ھنگامہ آرائی "
قرار دیا ہے جو بقول ان اخبارات کے اپنے
مخصوص سیاسی اغراض و مفاد کی تکمیل چاہتے
ہیں ۔ لیکن اگر ان اخبارات کے نمایندے آل
مسلم پارٹیز کانفرنس میں موجود تھے تو انھوں نے
اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہوگا کہ اس اجتماع
میں محض احرار اسلام یا جماعت اسلامی کے
کارکن نہیں تھے ۔ بلکہ وہ تمام علما اور مذہبی
رہنما موجود ہے ۔ جو پاکستان اور مسلم لیگ کے
ہمیشہ سے وفادار رہے ہیں ۔ ان حالات میں

میرزائیون کو اقلیت قرار دینے کے اجتماعی
اور صحیح و صالح مطالبہ کو " سیاسی سٹنٹ"
قرار دینا خود ایک میرزائیت نواز " اخباری سٹنٹ"
نہیں تو کیا ہے ؟

بہرحال اب تو پنجاب کے تمام علمائے دین اور مذہبی رہنماؤں نے متفق اللسان ہوکر یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار چونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔ اسلئے انکو خود انکے خلیفہ کی خواہش کے مطابق اقلیت قرار دیا جائے تا کہ ایک طرف اسلام کے عادلانہ نظام کے ماتحت انکے اپنے حقوق کا تعین ہو سکے تو دوسری طرف وہ چوردروازے سے مسلمانوں میں داخل ہوکر انکے حقوق و مفاد پر چھاپہ بھی نہ مار سکیں ۔ لہذا سوال یہ ہے کہ اب حکومت کو اس قومی مطالبہ کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے ؟ آل پارٹیز مسلم کنونشن کی یہ تجویز بھی خیر مقدم کی مستحق ہے کہ ١٨ ۔ جولائی کو پاکستان کے طول و عرض میں " یوم مطالبات " منایا جائے ۔ اور اس موقع پر قریہ قریہ کی مسجد میں یہ مطالبہ دہرایا جائے کہ :۔

" قادیانی چونکہ اپنے معتقدات کی بنا پر
دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔ اس لئے ان کو
مسلمانوں میں شامل کرنے کی بجائے ایک علیحدہ
غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے ۔"

ہمیں امید ہے کہ اسلامیان پنجاب " آل پارٹیز مسلم کنونشن " سے

فیصلون کی روشنی مین اپنی پرامن جدوجہد اس وقت تك جاری رکھین گے ۔
جب تك دستور سازاسمبلی ان کے مطالبہ کو تسلیم کرکے اسے زیر تدوین
آئین مین شامل کرنے پر آمادہ نہین ہو جاتی ۔



"نگاہات" روزنامہ "زمیندار" لاہور مورخہ ۱۵ جولائی ۵۲ء

کل سلطان پورہ (لاہور) مسلم لیگ کے پرانے کارکن معراج الدین سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے شکوہ کیا کہ میں نے ان دنوں مرزائیوں کے متعلق کچھ نہیں لکھا - میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا - کہ میں ہی تو ہوں جو گاہے گاہے مرزائیوں کی "خدمت" کرتا رہتا ہوں - میں نے ان دنوں اس فرقۂ باطلہ کے متعلق لکھا - جبکہ دوسرے خاموش تھے - اب چونکہ ہر مسلمان بفضل خدا بیدار ہوچکا ہے اسلئے میں خاموش ہوگیا ہوں - کیونکہ میرا مقصد حل ہوگیا - اور آپ جانتے ہیں - کہ

چوں سوار بمنزل رسد پیادہ شود

اور اس جاہل فرقہ کے متعلق لکھا بھی کیا جائے ؟ جو حضرت خاتم النبین کے بعد ایک فاترالعقل انسان کو نبی مان بیٹھا ہے اور اس جعلی نبی کے جھوٹا ہونیکا قائل مجھ سے زیادہ اور کون ہو سکتا ہے جبکہ میری آنکھوں کے سامنے محمدی بیگم کو میرے شہر پٹی کا مرزا سلطان محمد بیاہ کے لے گیا اور مرزا نے اپنے "الہام" کا کانٹا یوں بدل لیا - "کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح آسمان پر ہوگا" - اب محمدی بیگم بھی ہٹ کی پکی ہے اس نے "آسمانی نکاح" سے ڈر کر اپنا مرنا ہی ملتوی کر رکھا ہے اور لاہور کے چوبرجی کوارٹروں میں اپنے بیٹے کے پاس ایام زندگی بسر کر رہی ہے -

---

مرزا غلام احمد تو خیر پرائمری فیل تھا - لیکن اسکا ایک مرید اور " الفضل" کا ایڈیٹر تو خیر سے بی - اے بھی اور ایل ایل - بی بھی ھے - لیکن خدا جانے اسکی عقل کو کیا ھوگیا ھے کہ وہ " زمیندار" کے ایک مقالہ مدیرہ کا حوالہ دیکر لکھتا ھے :-

" ھمین جو گالیان دی ھین ان کے
عوض تو ھم انہین دعائین پیش کرتے ھین -
البتہ نہ ھم اور نہ کوئی مسلمان اس توھین کو
نظرانداز کر سکتا ھے جو " زمیندار" نے اپنے اس
لیڈر کا عنوان قائم کرنے سے قرآن پاک کی توھین
کی ھے - عنوان مین مصرعہ لکھا ھے -
(نقل کفر کفر نہ باشد)

علامہ اقبال کا مقالہ اور مرزائی گزٹ - ایک جاھل کہہ رھا ھے میرے قرآن کا جواب

حیرت ھے کہ مرزا نے قادیانی کو تو خدا نے استعارہ کے رنگ مین خاتم کردیا ھے لیکن اسکا ایک مرید باصفا استعارہ کی اصلاح ھی سے ناآشنا ھے اور نہین جانتا - کہ مندرجہ بالا مصرع مین " قرآن " کو استعارہ کے رنگ مین استعمال کیا گیا ھے -

---

" الفضل" اس شذرہ مین رقمطراز ھے :-

ھر مسلمان کا فرض ھے کہ وہ مولوی
اختر علی خان اور انکے والد ماجد مولوی
ظفر علی خان سے قرآن کریم کی اسطرح
کھلی کھلی توھین کا مواخذہ کرے -

اس ضمن مین گزارش ہے کہ مسلمان کس کس سے مواخذہ کرین ؟ ان کے سامنے یہ شعر بھی تو ہے ——

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبان پہلوی

اور پھر شعرا نے معشوق کے رخ تلک کو بھی قرآن سے تشبیہین دی ہین — مرزائے قادیان نے محمدی بیگم کے فراق مین جو اشعار کہے تھے — وہ انکے مریدون نے ضائع کر دیئے ہین ورنہ عجب نہین — کہ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے رخسارون کو جا بجا قرآن سے تشبیہ دی ہو —

مدیر " الفضل " نے اپنے دو تین مقالات مین جی بھر کے گالیان دینے کے بعد جو یہ لکھ دیا ہے کہ :-

" مین جو گالیان دی ہین ان کے عوض تو ہم انہین دعائین پیش کرتے ہین — "

جزاک اللہ ! لیکن یہ الفاظ لکھتے وقت کیا آپکو یاد نہین رہا — کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہین — جسکا عزیز ترین مشغلہ بھی مسلمانون کو بے نقط گالیان سنانا تھا ؟

اس قصے کو چھوڑیئے اور " الفضل " کا ایمان اور دجل ملاحظہ فرمائیے اس نے اپنی اسی اشاعت کے صفحہ اول پر " جماعت احمدیہ کا عقیدہ " کے زیر عنوان لکھا ہے :-

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہین کہ خداتعالے کے سوا کوئی معبود نہین — اور سیدنا حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے رسول
اور خاتم الانبیا ہین - (ایام الصلح صفحہ ٦)

پھر یہ کہ:-

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین اور خیرالمرسلین ہین - جن کے
ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا -

بعض سادہ لوح اصحاب ان اختیارات کو پڑھکر "زمیندار" اور عامۃ المسلمین کے کہ مرزائی تو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الل[نبیین] اور خاتم النبیین تسلیم کرتے ہین پھر جھگڑا کس بات کا ہے اور مرزائیون کے خلاف خواہ مخواہ شور غوغا کیون مچایا جا رہا ہے ؟ - ذرا ٹھہرئیے "الفضل" کے اسی پرچے مین ایک مضمون "کلمۃ الیقین فی تفسیر خاتم النبیین" کے مختلف معانی بیان کرنے کے بعد صاحب مضمون لکھتا ہے :-

معزز قارئین کرام آپ خود غور فرمائین - کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کمال
پر ان چارون معنون مین سے کون سے معنی
دلالت کرتے مین - آپ ادنی تدبر سے اس
نتیجہ پر پہنچ جائین گے - کہ خاتم النبیین
بمعنی افضل النبیین بہترین معنی ہین - یہ
معنی آیات احادیث - لغات اور محاورات زبان
کے مطابق ہونے کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کمال تام پر دلالت کرتے ہین -

اور ظاہر ہے کہ لفظ خاتم النبیین مقام مدح
پر وارد ہوا ہے ۔ جماعت احمدیہ خاتم النبیین
کے ہی معنی مانتی ہے اور رہتی دنیا تک انکی
حفاظت کرتی رہے گی ۔

دیکھ لیا آپ نے پرنالہ وہیں ہے یعنی "خاتم النبیین" کے معنی یہ نہیں کہ حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد نبی بن کر نہیں آئیں گے بلکہ "خاتم النبیین" کے معنی ہیں "افضل النبیین" ھذا ہو !

محولہ بالا مضمون دراصل ایک پمفلٹ کی نقل ہے ۔ جو سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ نے مولینا عبدالحامد بدایونی کو ارسال کیا ہے ۔ اور ساتھ عربی زبان میں ایک خط بھیجا ہے جس میں یہ درخواست کی گئی ہے کہ مولینا اس رسالہ کو بغور ملاحظہ فرما کر ناظر دعوۃ و تبلیغ کے نانا کو یہ مرتبہ دینے سے باز رہیں ۔ جو اللہ تعالی نے انہیں "خاتم النبیین" کے خطاب کے ذریعے بخشا ہے حضور سید المرسلین کی روح مبارک بھی کیا کہتی ہوگی ۔ کہ یہ بھی میرے نواسے ہیں !

....

" جب قادیانیوں کا انحصار جواہرلال نہرو کی حمائت پر تھا "

سولہ سال قبل حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیت کا پردہ کیسے چاک کیا

۲۲ - جنوری ۳۶ء کو حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کی جانب سے لاہور کے ایک رسالہ میں پنڈت جواہرلال نہرو کے ان تین مضامین کا دندان شکن جواب شائع ہوا تھا - جو پنڈت نہرو نے کلکتہ کے رسالے " ماڈرن ریویو" میں قادیانیت کی حمائت کی غرض سے طبع کرائے تھے - اصل مضمون انگریزی میں ہے - ادارہ زمیندار اس مضمون کا سلیس اردو میں ترجمعہ پیش کرتا ہے - اخبار میں جگہ کی تنگی کے باعث بعض مقامات پر اختصار بھی کیا گیا ہے - ایسے مقامات کو نقط لگا کر ظاہر کیا گیا ہے -

قادیانی اسلام کے دشمن ہیں - اس سے قبل قادیانیت کے متعلق میرا جو مضمون شائع ہوا تھا - اس میں اسلامی عقیدے کو جدید اسلوب بیان کے ماتحت پیش کیا گیا تھا - پھر بھی مجھے احساس ہے کہ میرے اس مضمون سے قادیانیوں اور پنڈت جواہرلال نہرو دونوں کو یکساں پریشانی لاحق ہوگئی ہے - شائد اسکی وجہ یہ ہے کہ (مختلف وجوھات کی بنا پر ان دونوں کو دل سے یہ بات پسند نہیں کہ مسلمان دینی اور سیاسی طور پر استقلال حاصل کر سکیں - بالخصوص بہ صغیر ھندوستان میں تو یہ دونوں ملت اسلامیہ کی سالمیت کو برداشت نہیں کر سکتے - پنڈت نہرو ایک ھندوستانی قوم پرست ہیں - انکی سیاسی تمناؤں نے انکو حقائق سے بالکل غافل کردیا ہے -

وہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں میں جذبہ خود اختیاریت کی بیداری ہرگز برداشت نہیں کر سکتے - ان کو وہم ہے کہ ہندوستانی قوم صرف اس صورت میں آزادی حاصل کر سکتی ہے کہ ملک کی دوسری ثقافتی وحدتوں کو کچل دیا جاوے - میرا خیال ہے کہ ان کی یہ رائے درست نہیں - ہندوستان اس صورت میں کوئی مستقل ثقافت پیدا کر سکتا ہے - جب ملک کی مختلف ثقافتوں کو آزادی سے ایک دوسرے پر اثرانداز ہونے کا موقعہ دیا جائے - جو قوم پرستی جبرواکراہ سے پیدا ہوگی - اس کا پھل سوائے باہمی تلخی اور تشدد کے اور کچھ نہیں ہو سکتا - یہ امر بالکل واضح ہے کہ قادیانی بھی ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی بیداری سے لرزہ براندام ہیں - وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی ساکھ ترقی کر گئی تو قادیانیوں کا یہ منصوبہ ناکام رہ جائیگا - کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو چیر کر ان کے ہندوستانی نبی کے ماتحت ایک نئی امت کھڑی کر دی جائے - مجھے خاصا تعجب ہے کہ جب میں ہندوستانی مسلمانوں کو اندرونی اتحاد کی اہمیت پر توجہ دلاتا ہوں - یا انہیں سمجھاتا ہوں کہ ہندوستان میں اسلام کی تاریخ کا موجودہ عہد کیسا نازک دور ہے یا ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ "مصلحین" کا چولا اوڑھ کر جو لوگ ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دینا چاہتے ہیں ان سے بچتے رہنا - تو ایسے موقعہ پر نہ معلوم پنڈت جی کو انتشار کی ایسی قوتوں سے کیوں ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے -

ختم رسالت کا انکار پاکستان سے غداری - پنڈت جی کی نیت کا پتہ چلانے کی کوشش ایک ناخوشگوار کام ہے جسے میں سرانجام دینا نہیں چاہتا - جو لوگ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیوں کی نسبت مسلمانوں کی عام روش کیا ہے -

ان کی مزید تسلی کے لئے میں ان کے سامنے ایک کتاب سے کچھ عبارت نقل کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ کتاب " سٹوری آف فیلوسفی " اور اس کتاب کے مصنف کا نام ڈیورانٹ ہے ۔ مجھے امید ہے اس حوالہ سے قارئین کو اندازہ ہو جائیگا ۔ کہ قادیانیت کے مسئلہ کی نوعیت کیا ہے مشہور فلاسفر " سپائی نوزا " کو جب اس کے ہم قوموں نے ملت سے خارج کر دیا تھا تو اس وقت یہودیوں کے زاویہ نگاہ کا لب لباب ڈیورانٹ نے چند فقروں میں پیش کر دیا ہے ۔ ناظرین کو میرے اس حوالہ پیش کرنے سے یہ مغالطہ نہ ہو جانا چاہئے ۔ کہ خدا نخواستہ میں سپائی نوزا اور تحریک قادیانیت کے بانی میں کس قسم کی مماثلت کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں ۔ ان دونوں کی ذہانت اور کردار میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ مست الست سپائی نوزا نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ وہ کسی نئی امت کا بانی ہے یا یہ کہ جو یہودی اس پر ایمان نہ لائے ۔ وہ صیہونیت کے دائرہ سے خارج ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ڈیورانٹ نے سپائی نوزا کے متعلق یہودیوں کی روش کا ذکر کرتے ہوئے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ۔ ان کا اطلاق قادیانیوں کی نسبت مسلمانوں کی روش پر بدرجہا زیادہ شدت سے ہو سکتا ہے ۔ وہ عبارت حسب ذیل ہے ۔

" ایمسٹرڈم کے شعبی بھو یہودیوں کے پیشواؤں کو
ایسا نظر آتا تھا کہ اگر کوئی طاقت انہیں پارہ پارہ
ہو کر ختم ہو جانے سے بچا سکتی ہے تو وہ
دینی اتحاد ہے ۔ وہ یہ بھی دیکھتے تھے کہ
تمام دنیا میں بکھرے ہوئے یہودیوں کی بقا باہمی
اتحاد کے بغیر ناممکن ہے ۔ اب یہ اتحاد دین
ہی کے سہارے برقرار رہ سکتا ہے ۔ اگر ان کی
بھی علیحدہ سلطنت ہوتی اگر ان کا جداگانہ عدالتی

نظام ہوتا ۔ اگر ان کے پاس دنیاوی اقتدار
اور طاقت کے دوسرے ادارے ہوتے ۔ جن
کے ذریعہ وہ اپنا داخلی اتحاد اور خارجی
وقار محفوظ رکھ سکتے تو شاید یہ زیادہ
روادار ہوتے ۔ لیکن ان کا دین صرف ان کے
مذہبی جذبات کا آئینہ دار نہ تھا بلکہ ان کا
دین " حرب الوانی " کا قائم مقام بھی تھا
یہودیوں کا "ہیکل ربانی" فقط رسوم و عبادات
کی بجا آوری کا مرکز نہ تھا ۔ بلکہ وہ ان کی
سیاسی اور معاشرتی زندگی کا بھی مرکز تھا ۔
جن توریت کی حقانیت پر اسپائی نوزا نے
اعتراضات کئے تھے ۔ وہ کتاب بھی اس امت کا
چلتا پھرتا " قران " تھی ۔ ان حالات میں
ہر " مرتد " ان کے نزدیک ایک "قومی غدار"
تھا ۔ اور رواداری ان کی نگاہ میں خودکشی
کی تاثیر رکھتی تھی ۔"

رواداری کے معنی ۔

ایمسٹرڈم میں یہودی ایک اقلیتی فرقہ تھے ۔ ان حالات میں
وہ اسپائی نوزا کو ایک ایسا تخریبی عنصر سمجھنے میں حق بجانب تھے ۔
جس سے ان کی قومی سالمیت پر آنچ آنے کا خدشہ تھا ۔ یہی حالت آج
ہندوستان کے مسلمانوں کی ہے ۔ وہ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ

قادیانی تحریک ہندوستان میں مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کیلئے اس سے بدرجہا زیادہ خطرناک ہے جتنا کہ اسپائی نوزا کے مابعدالطبیعاتی نظریات یہودیوں کی اجتماعی زندگی کے لئے خطرے کا باعث تھے - کیونکہ قادیانیت تو تمام عالم اسلام کو کافر قرار دے کر اس سے سوشل بائیکاٹ کی تلقین کرتی ہے - مجھے یقین ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں جبلی طور پر اس صورت حال کا احساس پیدا ہو چکا ہے - جس سے وہ آج ہندوستان میں دوچار ہیں - یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان کا مسلمان داخلی تخریبی عناصر کے مقابلہ میں دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے بدرجہا زیادہ ذکی الحس ہے - میری رائے میں عام مسلمانوں کا یہ جبلی احساس بالکل درست ہے - مجھے ذرہ بھر شک نہیں کہ اس احساس کی جڑیں ہندوستانی مسلمانوں کے اجتماعی شعور کی گہرائیوں تک پہنچی ہوئی ہیں - جو لوگ ایسے موقعہ پر "رواداری" کا ذکر کرتے ہیں - انہیں رواداری کا لفظ استعمال کرنے کا سلیقہ ہی نہیں - نہ وہ جانتے ہیں کہ یہ لفظ کہاں استعمال کرنا چاہئیے - جذبۂ رواداری انسانی ذہن کی مختلف کیفیتوں سے پیدا ہو سکتا ہے - مشہور مورخ گبن نے رواداری کی قسمیں گنواتے ہوئے لکھا ہے -

ایک وہ رواداری ہے - جو فلسفیوں کا خاصہ ہوا کرتی ہے - فلسفیوں کے نزدیک تمام مذہب برحق ہیں - مورخین کی رواداری دوسری نوعیت کی ہے - ان کے نزدیک تمام مذاہب یکساں باطل ہیں - سیاسی مدبرین کی رواداری الگ نوعیت کی ہے - انہیں فقط اس سے دلچسپی ہے کہ مطالب برآری کے لئے تمام مذاہب کو یکساں استعمال کیا

جا سکتا ہے ۔ ایک رواداری کا اظہار اس
شخص کی جانب سے ہوتا ہے جو فکروعمل کے
اختلاف کو اس لئے برداشت کرتا ہے کہ وہ خود
فکروعمل کے عرمعینہ راستے سے بھٹک چکا ہے
ایک رواداری کمزور اور عاجز لوگوں کا خاصہ ہوا
کرتی ہے جو فقط اپنے ضعف اور ناطاقتی کے
باعث ہر اس شے اور ہر اس انسان کی توہین
برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جو ان کی
نگاہوں میں مقدس یا عزیز ہو ۔"

واضح ہے کہ مندرجہ بالا نوعیتوں کی رواداری کوئی اخلاقی خوبی نہیں رکھتی ۔ ایسی رواداریاں ان اشخاص کا شیوہ ہوا کرتی ہیں ۔ جو روحانی اظہار سے دیوالیہ ہو چکے ہوں ۔ حقیقی رواداری ذہنی کشادگی اور روحانی وسعت کی آئینہ دار ہوتی ہے ۔ ایسی رواداری کا اظہار فقط وہی شخص کر سکتا ہے جو روحانی لحاظ سے تنومند ہو وہ اپنے عقیدہ میں کٹر ہوتے ہوئے بھی دوسرے مذاہب اور دوسرے عقائد کو سمجھ سکتا ہے ۔ اور برداشت کر سکتا ہے ۔ یہ رواداری صرف مسلمان کی شان ہے ۔ اسلام خود ایک ہمہ گیر دین ہے ۔ اور اس وجہ سے وہ دوسرے تمام ادیان و مذاہب سے بآسانی ربط اور ہمدردی پیدا کر سکتا ہے ۔ ہندوستان کے مشہور اسلامی شاعر امیر خسرو نے اس قسم کی رواداری کو ایک بت پرست کی تشبیہ دیکر واضح کیا ہے ۔
وہ کہتا ہے :-

اے کہ ز بت طعنہ بہ ہندو بری   ہم زوے آموز پرستش گری

یعنی

اے ھندوؤن کی بت پرستی پر طعنہ زنی کرنے والو کم از کم ھندوؤں کی عاجزانہ و نیازمندانہ پرستش سے کوئی عبرت حاصل کرو ۔

زندگی اور موت کا سوال

اللہ کا کوئی سچا عاشق ھی ان دیوتاؤں کی پرستش کرنے والوں کی نیازمندی کی بھی قدر کرسکتا ھے ۔ جنھیں وہ خود نہیں مانتا ۔ آج کل جو لوگ ھمیں رواداری کی تلقین کرتے ھیں ان کی سب سے بڑی غلطی یہ ھے ۔ کہ جو شخص اپنے اعتقاد پر سختی سے قائم رھنا چاھتا ھے ۔ وہ اسے بھی تعصب کا ملزم گردانتے ھیں ۔ وہ غلطی سے یہ سمجھتے ھیں کہ اپنے عقیدے کی حفاظت کرنا بھی کوئی اخلاقی کمزوری ھے ۔ وہ نہیں جانتے کہ اجتماعی عصبیت سے عاری ھوکر اس کرہ ارض پر کوئی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی ۔ جب کسی گروہ کے ارکان جبلی احساس یا عقلی استدلال کے ذریعہ محسوس کریں ۔ کہ ان کا معاشرتی نظام اور اجتماعی زندگی خطرہ میں ھیں اور وہ اپنی حفاظت کے لئے کوئی قدم اٹھائیں تو ایسی صورت میں ان کے اقدام کو صرف اس معیار سے تولنا چاھئے کہ ھر زندہ شے بہرحال موت کا مقابلہ کرتی ھے ۔ اس ضمن میں ھر قول و فعل کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاھئے ۔ کہ اس سے ملت کو زندہ رھنے میں کیا مدد ملتی ھے ۔ ایسی مثالوں میں سوال یہ نہیں ھوا کرتا کہ کسی فرد یا قوم کا رویہ مرتد قرار دیئے جانے والے شخص کے خلاف کسی خیالی اخلاق کے اصولوں کے ماتحت اچھا ھے یا برا ۔ بلکہ ایسی صورتوں میں سوال یہ ھوتا ھے کہ اس ایک شخص سے جو سلوک کیا جائے گا ۔ وہ زندگی کو تقویت دے گا یا موت کا پلہ بھاری کرے گا ۔ پنڈت جواھرلال نہرو کا خیال ھے کہ جب کوئی معاشرہ دینی اصولوں پر قائم کیا جاتا ھے تو اس کے ساتھ ھی رومن کیتھولک کلیسا کی طرح ایک دینی " احتساب" اور "مذھبی تعزیر" کا محکمہ بھی قائم کرنا ضروری

ہو جاتا ہے ۔ یہ مفروضہ عیسائیت کی تاریخ کے لحاظ سے تو صحیح ہے ۔ لیکن پنڈت کی منطق کے برعکس اسلام کی تیرہ سو سال کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ دینی احتساب اور مذہبی تعزیر کا کوئی محکمہ کبھی کسی اسلامی ملک میں قائم نہیں ہوا ۔ قرآن مجید اس قسم کے کسی محکمہ کے قیام سے صاف منع کرتا ہے ۔ حکم ربّانی ہے کہ :-

ولا تجسّسو ولا یغتب بعضکم بعضاً ؕ

(الحجرات رکوع ۲)

....

روزنامہ " زمیندار" ۱۵ جولائی ۵۲ء
صفحہ نمبر ۲ کالم نمبر ۷ - ۸)

نمائندہ "ڈان" کی غلط بیانی

(نمائندہ زمیندار)

لاہور - ۱۱ جولائی - "ڈان" کے نامہ نگار خصوصی مقیم لاہور نے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان کی طرف سے ایک بیان شائع کیا ہے - جس میں کہا گیا ہے - کہ مولانا صاحب کا خیال ہے کہ احرار کا مظاہرہ احرار کے سیاسی مقصد پر مبنی ہے -

آج مولانا ابوالحسنات نے ایک بیان میں نامہ نگار "ڈان" کی اس خبر کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اس قسم کا کوئی بیان نامہ نگار "ڈان" کو نہیں دیا ہے -

"مولانا کے بیان کا مکمل متن حسب ذیل ہے"

جریدہ "ڈان" مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۵۲ء میں نامہ نگار خصوصی صاحب نے مجھ سے منسوب کرکے ایک بیان شائع کرایا ہے - جس میں رقم طراز ہیں کہ میں نے یہ کہا ہے کہ قادیانیوں کے خلاف احرار کا مظاہرہ احرار کے سیاسی مقاصد پر مبنی ہے - یہ الفاظ میرے قطعاً نہیں ہیں - یہ نامہ نگار صاحب کے خیال آفرین دماغ کی تخلیق ہے انہوں نے اس بات میں احرار اور دیگر اسلامی جماعتوں میں تشتت و افتراق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے - میں یہ حقیقت واضح اور غیرمبہم الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں تمام اسلامی جماعتیں متفق ہیں - اور یہ ان کا ایمان ہے

(بقیہ صفحہ ۴۸ پر)

آخر مین نامہ نگار صاحب کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ آپ مذہبی مسائل مین الجھنے کی کوشش نہ کیا کرین - اور اپنی سرگرمیون کو اپنے مخصوص سیاسی مصالح تک محدود رکھا کرین -

....

اپنڈیکس نمبر ۱۳

روزنامہ "آفاق" لاھور مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۵۲ء

پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس مین عنقریب

ختم نبوت کی مسئلہ پر غور کیا جائیگا

مسلم لیگ کے ارکان صوبہ مین سیاسی اور مذھبی خلفشار کو بڑھانے کا ذریعہ نہ بنین

صوبائی مسلم لیگ کے صدر میان ممتاز دولتانہ کی اپیل

لاھور - ۱۶ جولائی - ۲۶ اور ۲۷ جولائی کو لاھور مین پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا ایک اھم اجلاس منعقد ھو رھا ھے - پنجاب مسلم لیگ کے صدر میان ممتاز محمد خان دولتانہ نے اس ضمن مین پنجاب مسلم لیگ کے ارکان سے اپیل کی ھے کہ وہ ضبط و تحمل سے کام لین اور ختم نبوت کے بنیادی مسئلہ پر پنجاب مین اس وقت جو مذھبی اور سیاسی خلفشار پیدا ھو گیا ھے اسے دور کرنے مین مسلم لیگ کے اس اعلےٰ ادارہ سے تعاون کرین -

میان ممتاز دولتانہ نے اپنے بیان مین کہا ھے کہ ختم نبوت کے بنیادی مسئلہ کے بارہ مین پنجاب مین بعض سیاسی اور مذھبی مسائل اٹھ کھڑے ھوئے ھین اور صوبہ کے بیشتر مسلمانون کی توجہ اس وقت اس مسئلہ پر مرکوز ھے - اس سلسلہ مین مین پنجاب مسلم لیگ کے ارکان کو یاد دلانا چاھتا ھون کہ وہ ۲۶ اور ۲۷ جولائی کو پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ھو رھا ھے - اجلاس مین اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤن بالخصوص اس سے پیدا شدہ سیاسی مسائل پر بحث اور سکون سے غور کرنے کا پورا موقع ملے گا - جہان تک پنجاب کا تعلق ھے - پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ اور

مسلم لیگ کونسل ہی دو اعلےٰ ترین با اختیار ادارے ہیں - جن سے صوبہ کے مسلمان جائز طور پر تمام اہم مسائل پر صحیح رہنمائی کی توقع کر سکتے ہیں -

چونکہ صوبائی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا عنقریب اجلاس منعقد ہو رہا ہے - اسلئے میں پنجاب مسلم لیگ کے تمام ارکان اور کارکنوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اجلاس کے انعقاد تک کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالیں - کوئی ایسی کارروائی نہ کریں - جس سے فضا مکدر ہو جائے - یا ان مسائل پر اطمینان اور سکون سے غور و بحث کرنے کے مواقع کو نقصان پہنچے -

. . . .

اپنڈیکس نمبر ۱۲

روزنامہ "آفاق" لاہور مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۵۲ء

کوئی مسلمان قانون کو ہاتھ میں نہ لے -

امیر شریعت سیّد عطا اللہ شاہ بخاری کی اپیل

اسلامیان پاکستان ہر قیمت پر امن برقرار رکھیں -

کوئی شخص دشمن کے ہاتھوں میں ہرگز نہ کھیلے -

ـــــــ سٹاف رپورٹر سے ـــــــ

لاہور ۱۹ جولائی - آج امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطا اللہ شاہ بخاری نے سانحہ ملتان کے سلسلہ میں ایک خصوصی انٹریو میں تمام اسلامیان پاکستان سے اپیل کی ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی قانون کو ہرگز اپنے ہاتھ میں نہ لیں - امن کو ہر قیمت پر قائم رکھیں اور دشمن کے ہاتھوں میں کھیلنے سے اجتناب کریں حضرت امیر شریعت نے فرمایا :-

" میں مسلمانان پاکستان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ وقت بڑی فرزانگی بڑی دانائی اور انتہائی حزم و احتیاط کا ہے - اتحاد بین المسلمین کا جو نظارہ مسئلہ نبوت پر اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دئیے جانے پر لاہور میں دیکھا گیا اس کے مقابلے میں مرزائی گروہ اپنے تمام دجل و فریب کو مختلف لباس پہنا کر میدان میں آ کھڑا ہوا ہے - ملتان کے سانحہ کے متعلق جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں - اس سے میرے قلب کو انتہائی صدمہ پہنچا ہے - میں چاہتا ہوں کہ مسلمانان پاکستان اپنے ملکی و ملی مفاد کی خاطر امن و ضبط کو اسطرح قائم رکھیں کہ ملک میں اس قسم کا کوئی دوسرا واقعہ پیش نہ آنے پائے" -

حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ میں ہر مسلمان سے خواہ وہ کسی فرقہ و ملک سے تعلق رکھتا ہو بحثیت ایک مسلمان کے تمام اہل اسلام کو واسطہ دیتا ہوں اللہ تعالی کا اور واسطہ دیتا ہوں حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ وہ انتہائی اشتعال انگیزی کے باوجود کسی موقع پر قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں -

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرزائی اس وقت
ہر طرح سے اشتعال دلانے کی کوشش کریں گے
اور مسلمانوں کو اپنی قائم کردہ حکومت سے
متصادم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے ۔
تاکہ مسلمانوں کا وہ بلند مقصد جس کی خاطر وہ
جدوجہد کر رہے ہیں پورا نہ ہونے پائے ۔
اس وقت جو شخص بھی مسلمانوں کا رخ تشدد
اور اشتعال انگیزی کی طرف پھیرے گا ۔ میں
یقینا" اسے مرزائی یا مرزائیوں کا دوست اور ایجنٹ
سمجھوں گا ۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار
رہنا چاہئیے ۔

حضرت شاہ صاحب نے آخر میں فرمایا ۔ میں موقع پر جہاں میں عوام سے بالکل پرامن رہنے کی درخواست کرونگا ۔ وہاں حکومت سے اپیل کروں گا کہ وہ ملتان کے سانحہ غیر جانبدارانہ ۔ تحقیقات کرائے تاکہ اصل حقائق پبلک کے سامنے آجائیں اور حقیقی دشمن کا پتہ چل جائے ۔

" میں آخر میں اہل اسلام سے ایک مرتبہ پھر اپیل کرتا ہوں کہ وہ امن کو ہر حیثیت سے برقرار رکھیں اور دشمن کے ہاتھ میں کھیلنے سے اجتناب کریں ۔"

حضرت امیر شریعت نے اس امید کا اظہار فرمایا کہ اگر تمام امن و امان کے سلسلے میں مسلمان انکی اپیل پر عمل کریں گے ۔ تو اللہ تبارک و تعالی ان کی مدد کریں گے ۔ اور وہ اپنے نیک مقصد میں یقینا" کامیاب ہوں گے ۔

. . . .

اپنڈیکس نمبر ۱۶

"اداریہ"

روزنامہ "آفاق" لاہور - مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء

ملتان کا المناک سانحہ

ملتان میں فائرنگ کی روئداد پڑھکر ہر اس شخص کو انتہائی صدمہ پہنچا ہوگا جو تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لئے امن و امان کو ہر قیمت پر برقرار رکھنے کا حامی ہے - فائرنگ میں جو مسلمان شہید ہوئے ہم ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سانحہ ملتان کی جس غیرجانبدارانہ تحقیقات کرانے کا اعلان کیا ہے - وہ جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچیں گی - تاکہ عوام کو یہ معلوم ہو سکے کہ میں انتہائی رنجیدہ واقعہ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور اس کی تہ میں کون سے عوامل کام کر رہے تھے کہ آیا یہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے یا ملتان کا افسوسناک سانحہ محض اتفاقیہ طور پر رونما ہوا - ہمارے نزدیک مسلمان کے خون کا ایک ایک قطرہ مقدس ہے اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت کی تحقیقات کے منظر عام پر آجانے کے بعد اصل مجرموں کے خلاف انتہائی سخت کارروائی کی جائے - اب جب کہ ملتان کے واقعہ نے ہر مسلمان کو سخت متاثر کر رکھا ہے - ہم ایک بار پھر اہل پنجاب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا اپنا فرض منصبی تصور کرتے ہیں کہ وہ انتہائی صبر اور حزم و احتیاط سے کام لیں تاکہ اصل بنیادی مقصد کو نقصان نہ پہنچنے پائے - چنانچہ یہی وہ احساس تھا جس کے پیش نظر ہم نے آج سے ایک ہفتہ قبل "یوم مطالبہ" کرتے ہوئے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ :-

"ہمیں اس یوم مطالبہ میں سب سے بڑا خدشہ
یہ نظر آتا ہے کہ خدانخواستہ کہیں ان
جلسوں میں قادیانیوں سے فساد ہوگیا تو
قادیانیوں کے دل کی مراد پوری ہو جائے گی
تحفظ ختم نبوت کی تحریک تو وہیں کی
وہیں رہ جائے گی ۔ البتہ انسداد تشدد کا
ایک نیا سوال پیدا ہو جائے گا ۔"

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مشورہ کو گوش ہوش سے نہ سنا گیا ۔ چنانچہ مجلس احرار کے ایک مقتدر رہنمانے بھی اپنے تازہ بیان میں ہمارے اس مشورے کی حرف بحرف تائید فرمائی ہے ۔

حکومت پنجاب کے سرکاری اعلان میں سانحۂ ملتان کی جو تفصیل بتائی گئی ہے ۔ اس کے مطابق جمعہ کے روز ہی لاٹھی چارج کی افواہ سے عوام میں اضطراب پیدا ہوگیا تھا ۔ چنانچہ دوسرے دن جو واقعات پیش آئے وہ فائرنگ پر منتج ہوئے ۔ لیکن ....

ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ جب جمعہ کی
شام تک کی صورت حال کا علم ہوچکا تھا تو مقامی
با اثر اور ذمہ دار اصحاب نے حالات کو اعتدال پر
لانے کی کوئی ایسی کوشش کیوں نہ کی جس کے
بعد اگلے روز کی صبح کے واقعہ کی نوبت ہی
نہ آتی ۔"

ملتان کا یہ افسوسناک سانحہ اس امر کا متقاضی ہے کہ صوبہ میں امن و امان برقرار رکھنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے ۔ کیونکہ اس مرحلہ پر ذرا سی غفلت بھی خطرناک نتائج پیدا کرنے کی موجب بن سکتی ہے ملک و ملت کے بدخواہ افواہیں پھیلا کر یا عوام کو قانون شکنی کے لئے ابھار کر اپنا مقصد حاصل کرنیکی کوشش کریں گے ۔ چنانچہ آج ہمیں دفتر میں دوسرے شہروں سے ٹیلیفون پر ایسے بے شمار پیغامات ملے کہ وہاں لاہور اور بعض دوسرے شہروں میں فائرنگ کی افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں ۔ لیکن ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ عوام انتہائی اشتعال انگیزی کی صورت میں بھی مشتعل نہ ہوں ۔ ملک و ملت کے مفاد کو ہر وقت پیش نظر رکھیں ۔ قانون شکنی سے اجتناب کریں ۔ اور محلہ وار کمیٹیاں قائم کرکے امن برقرار رکھیں ۔

اب جب کہ اخباری اطلاعات کے مطابق احرار زعماء کو رہا کیا جا رہا ہے ۔ اور دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت تمام احکام بھی واپس لئے جا رہے ہیں تو ہم اپنے علماء کرام اور مسلم لیگی کارکنوں سے درخواست کریں گے ۔ کہ وہ صوبے کے کونے کونے میں پھیل جائیں ۔ عوام کو پرامن رہنے کی تلقین کریں ۔ اور ان پر یہ حقیقت واضح کردیں کہ تحریک ختم نبوت سے اس سے بڑی دشمنی اور کوئی نہیں ہوگی کہ ہم حزم و احتیاط کا دامن چھوڑ کر بالواسطہ یا بلا واسطہ اس تحریک کے دشمنوں کے آلہ کار بن جائیں ۔

. . . .

اپنڈیکس نمبر ۲۷

روزنامہ "زمیندار" مورخہ ۲ اگست ۱۹۵۲ء

۱۲ اگست کو قادیانیون کے متعلق حکومت پاکستان کی پالیسی کا اعلان کردیا جائیگا

حکومت پاکستان ۱۲ اگست تک مرزائیون کے متعلق اپنے موقف کا اعلان کردے گی
الحاج ناظم الدین

حکومت پاکستان کا فیصلہ علمائے کرام کی مرضی اور شریعت اسلامی کے مطابق ہوگا
(صدر اعظم)

صدر پاکستان سے مولانا اختر علی خان کی قیادت مین وفد کی ملاقات اور اس کی تفصیلات ـ

کراچی سے لیکر لاہور تک ہر اسٹیشن پر مولانا اختر علی خان کا
فقید المثالی خیر مقدم

کراچی ـ (تار سے) :ـ مولانا اختر علی خان کی قیادت مین تحریک تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد صدر اعظم پاکستان الحاج خواجہ ناظم الدین سے ملاقی ہوا ـ مولانا اختر علی خان نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ صدر اعظم کی خدمت مین مرزائیت کے متعلق مسلمانون کے احساسات وجذبات پیش کئے ـ اور کہا کہ مسلمانون کے یہ مطالبات ہین ـ (۱) مرزائیون کو اقلیت قرار دیا جائے ـ (۲) ظفراللہ خان کو وزارت سے الگ کردیا جائے ـ (۳) کلیدی اسامیون پر متمکن مرزائیون کے اعداد وشمار شائع کئے جائین ـــ (۴) ربوہ کی اراضیات مرزائیون سے واپس لی جائین ـ

مولانا اختر علی خان نے کہا ـ کہ ربوہ مین جو اراضی مرزائیون کو ٹکے کز کے حساب سے دی گئی ہے وہ علاقہ گولیمار کے ۷۵ ہزار مہاجرون کو دیدی جائے ـ تاکہ وہ اس اراضی پر مکانات بنا کر آرام اور امن کی زندگی بسر کر سکین ـ

صدر اعظم نے وفد کی معروضات کو نہایت اطمینان اور ہمدردی سے سنا — اور فرمایا —

صدر اعظم کا جواب

صدر اعظم نے تمام معروضات سننے کے بعد فرمایا —

"مجھے ملک کے جذبات و احساسات کا پورا علم ہے میں جانتا ہوں — کہ مسلمان کیا چاہتے ہیں — لیکن میں انہیں اپیل کروں گا — کہ حکومت ان کے جذبات کا پورا پورا احترام کرتی ہے — لیکن ان کے مطالبات کو پورا کرنے کے راستے میں کچھ آئینی دشواریاں ہیں ان دشواریوں کو دور کرنے میں کچھ وقت لگے گا — اس لئے مسلمانوں کو توقف اور اطمینان سے کام لینا چاہئے — امن و قانون کو برقرار رکھنے میں حکومت سے تعاون کرنا چاہئے — ہم جو بھی فیصلہ کریں گے — وہ متفقہ ہو گا — اور مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہو گا —

آپ نے کسی قدر زور دار الفاظ میں فرمایا —— ہمارا فیصلہ علمائے کرام اور علمائے اسلام کی مرضی کے مطابق یعنی قانون شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو گا — مسلمانوں کو اطمینان اور امن سے حالات کا جائزہ لینا چاہئے — اور قانون کا احترام کرنا چاہئیے —

آپ نے فرمایا :—

۱۲ اگست تک اپنی بنیادی حکمت عملی کا
اعلان کردیں گے - ۱۲ اگست تک حکومت اپنے
موقف کی وضاحت کردیگی - مجھے امید ہے -
کہ یہ وضاحت ملک کی رائے عامہ کو مطمئن کر دے گی -

صدر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین کے ارشادات گرامی سننے کے بعد مولانا اختر علی خان نے جواباً کہا - ہم نے بہت زیادہ توقف - اطمینان اور صبر کیا - ہم نے انتہائی افسوسناک واقعات پر بھی صبر کیا ہے - ہمارے ملک کے صدر اعظم جو انتہائی دیندار ہیں - جن کے دل میں اسلام کی بے حد محبت ہے - اور جو اس تاریک دور میں باشندگان پاکستان کے لئے واحد روشنی کی کرن ہیں - اگر یہ فرماتے ہیں - کہ مسلمانوں کو مزید توقف کرنا چاہئیے - اور صبر سے کام لینا چاہئیے -

قوم اپنے زاہد و عابد اور شب زندہ دار صدر اعظم کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلمان ان سے پورا پورا تعاون کریں - صبر و ضبط اور نظم و نسق کا پورا ثبوت مہیا کریں گے - مسلمان ان کی حکومت سے پورا تعاون کریں گے -

مولانا اختر علی خان کا بیان ہے - صدر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین ملک کے حالات اور وفد کی معروضات سے بے حد متاثر نظر آتے تھے -

مولانا اختر علی خان گولیمار میں

مولانا اختر علی خان گولیمار کے ۷۵ ہزار بے کس اور مظلوم مہاجرین کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے - یہ ۷۵ ہزار مہاجر کانپور - الہ آباد - اور بجنور سے لٹ پٹ کر کراچی پہنچے ہیں - یہ گولیمار کے چار میل علاقہ میں خس پوش جھونپڑوں میں پڑے ہیں - لیکن بارشوں نے ان کے

جھونپڑوں کو زمین بوس کردیا ہے ۔ اب ان غریبوں کے پاس آسمان کی نیلگوں چھت اور زمین کا خاکستری فرش ہے ۔ جس پر یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کی حالت نہایت قابل رحم ہے ۔ گڑھوں میں پانی جمع ہے ۔ سر چھپانے کو کوئی جگہ نہیں ۔ مچھروں کے کاٹنے کی وجہ سے ملیریا پھیل جانے کا خدارہ ہے ۔ مکھیاں عام ہیں ۔ اگر اس علاقہ میں فوری طور پر صفائی کا انتظام نہ کیا ۔ تو وبائی امراض کے پھوٹ جانے کا خطرہ ہے ۔ مولانا اخترعلی خان نے ان بے کس مہاجرین کو خطاب کرتے ہوئے ان سے ہمدردی کا اظہار کیا ۔ اور فرمایا کہ جب تک آپ کو مکانات مہیا نہیں ہونگے ۔ جب تک آپ کے مطالبات پورے نہیں ہو جاتے ۔ " زمیندار" حکومت پر زور دیتا رہے گا ۔ آپ نے فرمایا ۔ مجھے افسوس ہے ۔ کہ کراچی کے احکام نے ابھی تک ان غریب مہاجروں کے مکانات مہیا کرنے کے سلسلہ میں کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا ۔ کراچی کے حکام کا یہ تساہل بے رخی اور تغافل قابل ملامت ہے ۔ کراچی کے حکام کا فرض ہے ۔ کہ وہ ان ۷۵ ہزار بے کسوں کو ہر کسم کی مدد مہیا کریں ۔ ان کے لئے مکانات بنائیں ۔ تاکہ یہ لوگ امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں ۔ مولانا اخترعلی خان نے فرمایا ۔ کہ بھائیو ! میں کوئی امیر آدمی نہیں ۔ نہ سرمایہ دار ہوں ۔ تاہم آپ کی امداد کے لئے ایک سو روپے کی حقیر رقم آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ اور "زمیندار" کی طرف سے آپ کو ہر ممکن امداد کا یقین دلاتا ہوں ۔

کراچی سے روانگی

مولانا اخترعلی خان پاکستان میل کے ذریعہ کراچی سے عازم لاہور روانہ ہوئے ۔ اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے کراچی کے معززین مسلم لیگی کارکن ۔ احراری لیڈر تاجر ۔ سیکڑوں کی تعداد میں اسٹیشن پر موجود تھے ۔ گاڑی اللہ اکبر ۔ پاکستان زندہ باد اور ظفر اللہ خان کو نکال دو کے نعروں کے درمیان روانہ ہوئی ۔ راستے میں خانپور ۔ ڈیرہ نواب اور ملتان میں ہزاروں مسلمانوں نے مولانا اخترعلی خان کا استقبال کیا ۔ خانیوال میں مولانا اخترعلی خان کے استقبال کے لئے ہزاروں مسلمان موجود تھے ۔ اس جگہ مولانا

اخترعلی خان کی خدمت میں انجمن تحفظ ختم نبوت کے وفد مولانا عبدالقادر خطیب جامع مسجد - حکیم عبدالغنی مجاہد کشمیر - شیخ محمد سعید - اور شیخ محمد امین نے ذیل کا سپاسنامہ پیش کیا -

سپاسنامۂ خیر مقدم

محترم - ہم آپ کا پر خلوص خیر مقدم کرتے ہیں - ہم اندوہ ومسرت کے ملے جلے جذبات لئے ہوئے - آپ کو الوداع کہنے کے لئے حاضر ہیں - غم اس لئے کہ ملتان کے حادثۂ جانکاہ نے ہمارے دل وجگر پاش پاش کر دیئے ہیں -

مسرت اس لئے کہ اس دور الحاد وزندقہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر کٹ مرنے والے موجود ہیں - اس مسرت میں مزید اضافہ حضرت مولانا ظفر علی خان کی اس پیرانہ سالی میں ناموس رسول کے تحفظ کے لئے فرزندان توحید کو للکارا اور آپ کی عامتہ المسلمین کو بروقت پکارا ہے -

مولانا - قیام پاکستان سے قبل حکیم الامت حضرت علامہ اقبال نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا تخیل پیش کیا تھا - اس کے بعد خود مرزا بشیر الدین محمود نے حکیم الامت کی دوراندیشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے فرقہ کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا - ہمارا دل بلیوں اچھلتا ہے - جب ہم اس مطالبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے "زمیندار" کو پیش پیش پاتے ہیں -

ہمارے محبوب قائد - ہم آپکی وساطت سے اپنی اسلامی حکومت کی توجہ مندرجہ نہایت اہم مطالبات کی طرف سے مبذول کرانا چاہتے ہیں -

(۱) مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے - سرظفراللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کیا جائے -

(۲) کشمیر کا جلد از جلد فیصلہ کیا جائے -

(٣) شہری جائیداد کا جلد از جلد معاوضہ دیا جائے ۔ متروکہ جائیداد کو کرایہ کی وصولی سے مستثنٰی قرار دیا جائے ۔

(٤) بے کاری رشوت ستانی ۔ کنبہ پروری اور اقربا پروداری کے خلاف احتیاطی اور موثر تدابیر کی جائیں ۔

(٥) اس وقت جب کہ گندم کی فصل کا آغاز ہے ۔ ارکاڑہ میں کھلے بندوں ساڑھے گیارہ روپے من گندم کا فروخت ہونا ۔ غربا کے لئے وبال جان بن رہا ہے ۔ آپ اس سلسلہ میں ہماری مدد فرمائیں ۔

(٦) نصاب تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں ۔ نیز غربا کو تعلیمی مراعات دی جائیں ۔

(٧) صحت عامہ کے تحفظ کی خاطر ہاؤسنگ سکیم کو فروغ دیا جائے ۔

ہمیں اعتراف ہے کہ آپ نے باوجود برسراقتدار پارٹی کے قائد ۔ حامی و ناصر ہونے کے بغیر کسی ترغیب ۔ تحریص بغیر کسی رعب و دباؤ کے ملت کی دھڑکتی ہوئی نبض پر ہاتھ رکھا ہے ۔ لہذا ہم متمنی ہیں ۔ کہ ہمارے متذکرہ بالا مطالبات کے منوانے کے لئے آپ اپنی شاندار سابقہ روایات پر چل کر ہمارے معاون ثابت ہوں ۔ خدا ہم سب کا حامی و ناصر ہو ۔

والسلام مع الاکرام

پیش کنندہ ۔ (شیخ) بشیر آڑھتی غلہ منڈی

منجانب ۔ اہالیان اوکاڑہ ۔

مولانا اختر علی خان نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے مسلمانان خانیوال کا شکریہ ادا کیا ۔ اور فرمایا میں ملت اسلامیہ کا ایک ادنی خادم اور رضاکار ہوں اگر ملت اسلامیہ اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے میری جان بھی قربان ہو جائے تو یہ قربانی کم ہے ۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کسی مسلمان کے لئے اس سے بڑی سعادت اور کچھ نہیں ہو سکتی – کہ مسلمان اپنی جان – اپنی اولاد – اپنی دولت – حتی کہ ہر چیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر قربان کردے اس وقت پاکستان انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے – ہم بیرونی اور اندرونی دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں – ہماری آزادی کو شدید خطرہ درپیش ہے اس وقت ہمیں متحد ہو کر بیرونی اور اندرونی دشمنوں کو پاکستان کو بچانے کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے – میں آپ کو یقین دلاتا ہوں – آپ کے مطالبات منظور ہو کر رہیں گے – مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے گا – ظفر اللہ خان وزارت خارجہ پر نہیں رہ سکتا – کوئی حکومت رائے عامہ کے مطالبات کو ٹھکرا نہیں سکتی – آپکے مطالبات منظور ہوں گے – اور انشاء اللہ ضرور منظور ہوں گے – لیکن میں آپ سے اپیل کروں گا کہ آپ پرامن اور نظم و ضبط سے کام کئے جائیں – اشتعال میں آکر کوئی حرکت ایسی نہ کریں – جس سے آپ اور حکومت درمیان کوئی تصادم ہو جائے – ہمارے دشمن چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں اشتعال دلا کر حکومت سے ٹکرا دیں – تاکہ ہماری کامیابی مبدل بہ ناکامی ہو جائے – قانون کو کسی صورت میں بھی ہاتھوں میں لینے کی کوشش نہ کریں –

اوکاڑہ میں استقبال

اوکاڑہ میں بھی ہزاروں مسلمانوں نے اس کا استقبال کیا – آپ نے اس جگہ بھی تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی اور فرمایا رد مرزائیت کے سلسلہ میں پرامن طریقہ پر اپنی جدوجہد کو قانون کے اندر رہتے ہوئے جاری رکھیں –

. . . .

روزنامہ "زمیندار" مورخہ ۲ اگست ۱۹۵۲ء

صفحہ نمبر ٦ کالم نمبر ١

"فتنہ مرزائیت"

مری (لاانسپر) — گذشتہ جمعہ کے روز (۲۵ جولائی ۱۹۵۲ء) بڑے ڈاکخانہ والی مسجد میں مولوی عبدالطیف صاحب نے نماز سے پہلے فتنہ مرزائیت کے متعلق ایک موثر اور مدلل تقریر میں قرآن اور حدیث سے یہ ثابت کیا — کہ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین میں اور انکے بعد کوئی تشریحی یا غیر تشریحی نبی نہیں آئیگا — خواہ اسکی نوعیت کچھ ہی ہو — وہ مرتد اور کافر ہوگا — مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی اور انہوں نے پوری توجہ سے مقرر کی تقریر سنی — تقریر کے خاتمہ پر فاضل مقرر نے یہ قرارداد پیش کی کہ چونکہ مرزائی جماعت رسول کریمؐ کی خاتم النبیینی کے منکر کی حیثیت سے علمائے اسلام کے نزدیک مرتد اور کافر ہیں — اسلئے انہیں پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں کی طرح اقلیت والی جماعت قرار دیا جائے — اور اسی لحاظ سے ان کے حقوق کی حد معیّن کی جائے — تمام نمازیوں نے ہاتھ کھڑے کرکے اس قرارداد کو بالاتفاق منظور کرلیا — دوسری قرارداد اس مضمون کی تھی — کہ ظفر اللہ خان مرزائی کو اسکے عہدہ وزیر خارجہ سے برطرف کردیا جائے — کیونکہ مرزائیوں کی مخصوص اور خفیہ کارروائیوں کے پیش نظر وہ جمہور اسلام کا اعتبار کھو چکا ہے — اور وہ اسکا اہل نہیں رہا — یہ قرارداد بھی تمام نمازیوں نے ہاتھ کھڑے کرکے بالاتفاق منظور کرلی —

. . . .

روزنامہ " زمیندار" لاہور مورخہ ۲ اگست ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۲

مسلمانوں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کے لئے قادیانی اور لاہوری مرزائیوں میں معاہدہ ہوگیا ۔ ۳۸ سال کے بعد اندلسی اور دمشقی مرزائی مسلمانوں کے خلاف متحد ہوگئے ——— لائحہ عمل مرتب کر لیا گیا ۔

دنیا کی کوئی طاقت ہمیں احمدیت سے منحرف اور متزلزل نہیں کر سکتی بزدلوں کی طرح بھاگو نہیں بلکہ "ظالموں" کی مدافعت کرو ۔ ربوہ میں ظفر اللہ کی موجودگی میں مرزا محمود کی انتہائی اشتعال انگیز تقریر ۔

"احمدیت" کا نام ترک کرکے مرزا محمود خفیہ تحریک چلانا چاہتے ہیں

"فدائیان قادیان" کی جماعت انقلابی پارٹی ہے ؟

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے خلاف سرکاری طور پر تحقیقات کرائی جائے ۔

——— ہمارے سیاسی نامہ نگار سے ———

لاہور ۔ ۲ اگست ۔ مجھے نہایت مستند اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مرزائیوں کی لاہوری اور قادیانی جماعتوں کے درمیان سمجھوتہ ہوگیا ہے اور ۳۸ سال کے بعد مرزائیوں کی دونوں جماعتیں مسلمانوں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے پر تیار ہوگئی ہیں ۔ مجھے لاہوری اور قادیانی جماعتوں سے قریبی تعلق رکھنے والے حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ دونوں جماعتوں کے مقتدر ارکان کے مابین اس سلسلہ میں خط و کتابت کے بعد ملاقاتیں بھی ہو چکی ہیں ۔ اور ان ملاقاتوں میں دونوں جماعتوں کے رہنماؤں نے مسلمانوں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کا پروگرام بھی وضع کر لیا ہے ۔ اس پروگرام کی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں ۔ لیکن مرزا محمود احمد کے بیان مجریہ ۲ اگست سے جو الفضل مورخہ ۲ اگست کے صفحہ ۲ پر " حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کے عنوان سے شائع ہوا ہے ۔ اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ لاہوری اور قادیانی جماعتوں کا گٹھ جوڑ کیا جا رہا ہے

اس میں مرزا محمود احمد نے بالفاظ ذیل قادیانیوں اور لاہوریوں سے اتحاد کی اپیل کی ہے -

> دونوں فریق ایک دوسرے سے تعاون کریں - ایک
> دوسرے کی مدد کریں اور خطرہ کے وقت میں ایک
> دوسرے کا ساتھ دیں - بہت سی مشکلات تو
> اسی ایک تجویز سے ٹل سکتی ہیں - بس میں
> اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے دوستوں کو
> اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ایسے نازک مواقع
> پر اختلاف کا خیال بھی کرنا ایک خطرناک گناہ اور ایک
> سخت بیوقوفی ہوتا ہے -

مرزا محمود احمد نے مرزائیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جائیں اور اپنے تمام اختلافات دور کر دیں - یہ تو نہیں کہا جا سکتا - کہ دو پارٹیوں میں سے کس نے دوسری پارٹی کے سامنے ہتھیار پھینکے ہیں - لاہوری جماعت غالباً ١٩١٤ء میں قادیانی پارٹی سے الگ ہوئی تھی - ١٩١٤ء سے ١٩٥٢ء تک دونوں پارٹیوں کے مابین شدید اختلافات رہے ہیں - دونوں پارٹیوں نے ایک دوسرے کے رہنماؤں کی ذاتی اخلاقی اور اندرونی زندگی پر شدید حملے جاری رکھے - موجودہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے شروع ہوتے ہی دونوں پارٹیوں کے رہنماؤں میں خط و کتابت اور پیام رسانی کا سلسلہ شروع ہو گیا - تا کہ مسلمانوں کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرنے کے سلسلہ میں ایک متحدہ محاذ قائم کیا جا سکے -

مجھے معلوم ہوا ہے کہ قادیانی پارٹی کے مقتدر ارکان نے جن میں عبدالرحیم درد وغیرہ شامل تھے - لاہور میں خواجہ نذیر احمد ماسٹر یعقوب خان اور لاہوری پارٹی کے امیر مسٹر صدرالدین سے ملاقات کی - اور مرزا محمود احمد کی طرف سے

ایک خاص مکتوب انکے حوالے کیا ۔ جس میں ان حضرات سے کہا گیا تھا ۔ کہ وہ مرزائیت کے تحفظ و بقا کے لئے متحدہ محاذ قائم کرنے میں قادیان پارٹی سے تعاون کریں ۔ چنانچہ دونوں پارٹیوں میں ایک معاہدہ طے پا گیا ہے اور لائن آف ایکشن بھی مقرر کر لی گئی ہے ۔

مرزا محمود کی انتہائی اشتعال انگیزی

مرزا محمود احمد نے کل ربوہ میں جو خطبہ جمعہ دیا ہے ۔ وہ انتہائی اشتعال انگیز تھا اس خطبہ کو توڑ مروڑ کر " الفضل " مورخہ ۲ اگست کے صفحہ ۲ پر شائع کیا گیا ہے ۔ ہماری رپورٹ یہ ہے کہ اس خطبہ کے وقت چودھری ظفراللہ خان وزیر خارجہ پاکستان ربوہ میں موجود تھے ۔ مرزا محمود نے اپنے خطبہ میں مرزائیوں کو اشتعال دلاتے ہوئے کہا ہے ۔

"تمہیں کسی حکومت اور طاقت سے نہیں
ڈرنا چاہئے ۔ ڈرنا ایمان اور عقل کے خلاف ہے
بزدلی ہے ۔ جو لوگ ہجوم کو دیکھ کر گھر کھلے
چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں ۔ یا ایک دوسرے کی
مدد کرنے سے ڈرتے ہیں ۔ بہادروں سے زیادہ کسی
فائدہ میں نہیں رہتے ۔ بلکہ دین اور دنیا میں اپنا
منہ کالا کراتے ہیں ۔

ایمان اور بزدلی کبھی جمع نہیں ہوتے ۔
پس ڈر کو دل سے نکال دو ۔ اور دنیا پر ثابت کردو
کہ دنیا کا کوئی ظلم ۔ دنیا کا کوئی ستم دنیا کا کوئی
جبر تم کو صداقت سے پھرا نہیں سکتا ۔"

آگے چل کر مرزا محمود نے کہا ...

ہم اپنی مدافعت کر سکتے ہیں ۔ اور کرینگے

میں "احمدیوں " (مرزائیوں) سے کہوں گا ۔

جہاں خطرہ پیدا ہو ۔ "احمدی" خصوصیت کے

ساتھ ان گھروں میں جمع ہو جائیں ۔ جن کی

حفاظت آسانی سے کی جا سکتی ہے ۔

مرزا محمود احمد کی تقریر ہمارے پاس پوری نہیں پہنچ سکی ۔ لیکن اس میں بتایا گیا ہے ۔ کہ اس تقریر میں وزیر خارجہ پاکستان کی موجودگی میں مسلمان علماء اور مسلمانوں کو شدید قسم کی دھمکیاں دی گئی ہیں ۔ مرزائیوں کو اشتعال دلایا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کریں ۔ کیا مرزا محمود احمد کی یہ تقریر پاکستان کے امن کے لئے چیلنج نہیں ۔ کیا یہ اشتعال انگیزی نہیں ؟ کیا یہ امن عامہ کو کھلی ہوئی دھمکی کے مترادف نہیں ؟ ایسے اجتماع میں وزیر خارجہ پاکستان کی شرکت ۔ اور انکی موجودگی میں مسلمانوں کو یہ دھمکیاں اس امر پر دلالت نہیں کرتیں کہ مرزائی امن کو متزلزل کرنے کے ناپاک ارادے رکھتے ہیں اور اس سلسلہ میں انہیں بعض ذمہ دار مرزائی افسروں کی حمایت و تائید حاصل ہے ۔

اختلاف پیدا ہو رہا ہے

معلوم ہوا ہے کہ مرزا محمود احمد کی طرف سے یہ کہا گیا تھا ۔ کہ اگر ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ ہمیں " احمدیت" کا نام ترک کرنا پڑا تو میں "احمدیت" کے نام کو ترک کرنے کی ہدایات جاری کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ اور تاخیر سے کام نہیں لوں گا ۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض خالص مرزائیوں کی طرف سے مرزا محمود احمد کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہوگا اور اس سے جماعتی نظام اور مذہبی رشتہ ختم ہو جائے گا ۔ اور جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا ۔ مرزا محمود احمد ذاتی اور خاندانی اقتدار کی خاطر جماعت کے بنیادی اصولوں کو بھی ترک کر دینا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ

جماعتی اور مذہبی وقار سے زیادہ مرزا محمود احمد کے نزدیک خاندانی اور ذاتی وقار اور اقتدار ہے جس کی جماعت کے مقتدر ارکان کی طرف سے شدید مخالفت جاری ہے ـ

سیاسی جماعت ہے

بعض سیاسی حلقوں میں یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ مرزا محمود احمد مرزائیت کو " انڈرگراؤنڈ " تحریک بنا کر انتہائی خطرناک انقلابی تحریک بنا دینا چاہتے ہیں ـ یہ بھی کہا جا رہا ہے ـ " مرزائی"جماعت کسی وقت بھی مذہبی جماعت نہیں تھی ـ اور نہ اب ہے اس کا وجود انگریز کے اشارے پر منصۂ شہود پر آیا تھا کہ " مجاہدین کی جد و جہد " اور تحریک وہابیت کو جو آزادی ہندوستان کے لئے برطانی سامراجیت کو ختم کرنے کے لئے منصۂ شہود پر آئی تھی ـ ختم کر دیا جائے ـ اب یہ جماعت اپنے اصلی رنگ میں نمودار ہو رہی ہے ـ اس نے مذہبی چولا اتار کر سیاسی رنگ روپ دھار لیا ہے ـ چنانچہ مرزا محمود احمد کا اپنی کسی سابقہ خطبہ میں یہ کہنا ـ

> کہ ہمیں پاکستان میں کم از کم بلوچستان ایسے
> صوبہ پر ہی قبضہ کر لینا چاہئے ـ اور اس میں
> اکثریت پیدا کر کے اسکے نظم و نسق کو سنبھال لینا
> چاہئے ـ تا کہ ہم آسانی سے اپنے جماعتی پروگرام اور
> اصولوں کو پھیلا سکیں ـ

ان فقروں پر غور کرنے کے بعد ہر سلیم العقل انسان غور کر سکتا ہے ـ کہ قادیانی اور لاہوری مرزائی جماعتوں کے ارادے کس قدر خطرناک ہیں ـ اور مرزا محمود احمد کا یہ کہنا ـ کہ میں وقت آنے پر "احمدیت" کے نام کو ترک کرنے کی ہدایات جاری کروں گا ـ ایسا ہی اعلان ہے جیسا کہ گاندھی اور کانگرس نے ۱۹۲۳ء کی تحریک میں کانگرس

کی تحریک کو خفیہ بنا کر انقلابی بنا دیا تھا ۔ اس لئے حکومت اور مسلمان دونوں کو آنے والے خطرات سے خبردار رہنا چاہئیے ۔ حکومت کا فرض ہے کہ اسنے جس طرح " جماعت اسلامی " احرار ۔ جناح عوامی لیگ " آزاد پاکستان پارٹی " اور مسلم لیگ کے کارکنوں پر یہ پابندی لگا رکھی ہے ۔ کہ ان جماعتوں کا کوئی رکن سرکاری ملازمت پر فائز نہیں رہ سکتا ۔ اسی طرح جماعت مرزائیہ کو سیاسی جماعت قرار دیکر سرکاری ملازموں سے حلف لیا جائے ۔ کہ مرزائی تحریک سے جو ایک سیاسی تحریک ہے ۔ کوئی تعلق نہیں رکھیں گے ۔ اگر انہوں نے سرکاری ملازمت کے دوران میں اس تحریک سے تعلق رکھا ہے ۔ انہیں سرکاری قواعد و ضوابط ملازمت کے تحت ملازمت سے الگ کر دیا جائے ۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا ۔ کہ حکومت کے خفیہ راز محفوظ ہو جائیں گے ۔ ملک کی حفاظت اور امن عامہ کا تحفظ بطریق احسن ہو سکے گا ۔

چنانچہ ایسی اطلاعات موجود ہیں کہ جماعت مرزائیہ کے تحت " فدایان قادیان " نامی ایک جماعت بنائی گئی ہے ۔ جس کے اغراض و مقاصد قطعاً انقلابی ہیں ۔ مثلاً لاہور میں " فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ایک ایسا ادارہ ہے ۔ جس کے متعلق اس کے کارپردازیہ کہتے پھر رہے ہیں ۔ کہ یہ وزارت دفاع کے ماتحت اسلحہ سازی کرتی ہے ۔ ہم حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتے ہیں ۔ کہ وہ سی آئی ڈی کے ذریعہ اس کی تحقیقات کرائے ۔ اور وزارت دفاع پاکستان اعلان جاری کرے ۔ کہ فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے اس کا تعلق کیا ہے ۔

مرزائیت سے توبہ

تحریک تحفظ ختم نبوت کی وجہ سے بہت سے مرزائیوں نے مرزائیت سے توبہ کر لی ہے ۔ اس سے ربوہ میں زلزلہ پڑ گیا ہے ۔ چنانچہ مرزا محمود احمد نے

اپنے گذشتہ خطبہ میں کہا ہے -

احمدیت سے تائب ہونے والوں کی

جو خبریں شائع ہو رہی ہیں - وہ سب کی سب

درست ہیں - لیکن غلط بھی ہیں - اس لئے

اس رو کو جو نہایت تیزی کے ساتھ بڑھتی

جا رہی ہے - سختی سے روکنا چاہئیے -

کیونکہ اس سے جماعتی شیرازہ خراب ہونے کا

احتمال ہے -

اپنڈیکس نمبر ۳۰

ایم ایل ـ ۷ ـ

کاروائی مجلس عاملہ ـ پنجاب مسلم لیگ منعقدہ
مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۵۲ء بروز جمعہ ـ

قرارداد نمبر ۷

مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ مسلم لیگ کا کوئی رکن
یا عہدہ دار مجلس عمل کے جلسوں کی صدارت نہ کرے ـ

بعد ازاں یہ اجلاس برخاست ہوا

اپینڈیکس نمبر ۳۱

روزنامہ "آفاق" لاہور مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء

اقوام متحدہ سے پاکستان کی علیحدگی ختم نبوت ۔ غلہ کی قلت ۔ نظم و نسق صوبائی تعصب ۔ حزب مخالف کی بے راہ روی اور عوام کے فرائض پر میاں ممتاز دولتانہ کا تبصرہ

لاہور ۔ ۳۱ اگست ۔ پنجاب کو پاکستان کا دل اور لاہور کو پنجاب کی روح قرار دیتے ہوئے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے کل رات حضوری باغ میں اپنے اس دور وزارت کی غالباً سب سے زیادہ جرأت مندانہ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لاہور کے زندہ دلوں کو مخاطب کرنا ہر سیاسی کارکن کے لئے باعث فخر ہے ۔ کیونکہ پاکستان کی بہتری اور پاکستان کی سلامتی کے ضامن اور پاکستان کی سرحدوں کے محافظ جوانمردوں کی سیاست کا گہوارہ اور انکی بصیرت کا سرچشمہ یہ مقام ہے ۔

مشترکہ مقصد

میاں ممتاز نے عوام کو یاد دلایا کہ آزادی کے حصوں کے بعد پنجاب کے ہر فرد کا ایک مشترکہ مقصد ہے اور یہ ہے پنجاب کی سربلندی اور پاکستان کی پائندگی ۔ یہ مقصد عوام کی طاقت اور عوام کے سیاسی شعور سے ہی حاصل ہو سکتا ہے ۔

. . . . سیاسی شعور کی بیداری کا مطلب یہ ہے کہ عوام کو اس بات کا پورا پورا احساس ہو جائے کہ وہ اپنی تقدیر کے آپ مالک ہیں ۔ انہیں اپنے مسائل خود حل کرنے ہیں ۔ اپنی مشکلات کا آپ ہی علاج کرنا ہے اب کوئی بیرونی طاقت نہیں جو انکے درد کا درمان کرنے آئے گی ۔ اس لئے عوام میں جہاں حاکموں کی سی خود اعتمادی کی ضرورت ہے ۔ وہیں انہیں حکومت کی گران بہا ذمہ داریوں کا بھی احساس ہونا چاہئے ۔ کیونکہ ذمہ داریوں کے احساس کے

بغیر حقوق برقرار نہیں رہ سکتے -

یہ حکومت خود آپ کی اپنی بنائی ہوئی ہے اسکے کارپرداز خود آپکے اپنے منتخب کئے ہوئے ہیں - آج آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ حکومت خراب ہے تو ہماری بلا سے ! جہاں حکومت بنانے کی ذمہ داری آپ پر ہے وہیں حکومت کو بہتر بنانے کا فرض بھی آپ پر ہی عاید ہوتا ہے - اگر آپ یہ محسوس کریں کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں عنان حکومت ہے وہ اس کے نااہل ہیں - تو پھر آپکا یہ سیاسی اور اخلاقی ہی نہیں بلکہ مذہبی فریضہ ہوگا کہ ایک ایسی حکومت کو برسراقتدار لائیں - جو حالات کو بہتر بنا سکے -

اسلامی ملک

میاں ممتاز نے کہا کہ آج دنیا کے تمام ممالک میں صرف پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جو اسلامی حکومت قائم کرنے کا مدعی ہے - آج تمام دنیا کی نظریں ہم پر لگی ہوئی ہیں - اگر خدا نخواستہ ہم اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام رہے تو وہ لوگ جو پہلے ہی سے تمسخرانہ انداز میں ہماری طرف دیکھ رہے ہیں انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا - کہ آج کی دنیا میں اسلامی نظام کے لئے کوئی مقام نہیں -

پاکستان کی سربلندی کو اسلام کی سربلندی قرار دیتے ہوئے میاں ممتاز دولتانہ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں - اور دور غلامی کی ذہنیت کو ترک کردیں اور یہ نہ سمجھیں کہ جسطرح انگریز کے دور اقتدار میں حکومت کی مخالفت کرنا بہت بڑی بہادری اور خدمت تھی - آج بھی اسی روش پر قائم رہنا کوئی بڑا کمال ہے - آج محض حکومت کی مخالفت کرنا کوئی شورش پسند انداز اختیار کرنا - مربات کا مذاق اڑانا اور تخریب کے رنگ میں رنگے جانا - اپنی تباہی کو آپ دعوت دینا ہے - کیونکہ یاد رکھئے کہ اگر آج ملک میں

بھوک ۔ افلاس جہالت یا غنڈہ گردی ہے ۔ تو اسکی زد میں پہلے آپ ہی آئیں گے آزادی کا کمال تو یہ ہے کہ آپ سینہ پر ہو کر حالات کی اصلاح کے لئے آپ سوچنے لگیں ۔ تو حقیقت پسندی کا یہی تقاضہ ہے یہ جانیں دیں ۔ آزادی کی حدود کو محسوس کرنا اور اپنی مجبوریوں اور ذمہ داریوں کو پہچاننا اصل آزادی ہے ....

شیخ چلی کے سے انداز اختیار کرنا نہ صرف خود فریبی تھی ۔ بلکہ ملک کے ساتھ غداری ہے ۔ ہمیں یہ محسوس کرنا چاہئے کہ ہمارا ملک نیا ہے ۔ ہماری مشکلات بے شمار اور انوکھی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے اپنی قوم کی بلند حوصلگی اور بے مثال قربانی سے کچھ ایسے "مسخرے" کر دکھائے ہیں کہ دنیا کے چاروں گوشوں سے ہمیں خراج تحسین ادا کیا گیا ۔ مگر یہ کتنی افسوس ۔ شرم اور بددیانتی کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں کچھ ایسے لوگ اور کچھ ایسے اخبار بھی ہیں ۔ جن کو نہ صرف حکومت کی ہر بات بری نظر آتی ہے ۔ بلکہ انہیں خود پاکستان کی ہر چیز بری لگتی ہے ۔ حالانکہ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ روس اور امریکہ جیسے بڑے بڑے اور طاقتور ملکوں میں بھی کچھ خرابیاں اور کمزوریاں ہیں ۔ وہ بھی کبھی کبھی مشکلات سے مبتلا ہو جاتے ہیں ۔

گندم کی قلت

قدرتی اسباب کی بنا پر گندم کی پیداشدہ قلت کا حکومت نے جس مستعدی کے ساتھ مقابلہ کیا اسکا ذکر کرتے ہوئے میاں ممتاز نے کہا ہے کہ یہ حکومت کی دوراندیشی اور فرض شناسی کا ہی نتیجہ تھا کہ نہ صرف ہمارے ملک میں بھوک اور فاقے کی نوبت نہیں آئی بلکہ اب حالات بہتر ہی ہوتے جا رہے ہیں ۔ چنانچہ میاں ممتاز نے اعلان کیا کہ حکومت نے غلہ کی عارضی قلت کو دور کرنے کے ہی نہیں بلکہ آئندہ سال غلے کی پیداوار اس حد تک بڑھانے کے

انتظامات کرلئے ھین ۔ کہ انشا اللہ ناگہانی حالات مین بھی غلے کی کوئی کمی محسوس نہین ہوگی ۔

خوراک کی عارضی مشکلات کے اسباب علل کی مزید وضاحت کرتے ہوئے میان ممتاز نے بتایا کہ آج ساری دنیا ایک اقتصادی بحران مین مبتلا ھے ۔ دنیا کے تقریبا" تمام ممالک پر اس بحران کا کسی نہ کسی حد تک اثر پڑا ھے ۔ ھمارے ھمسایہ ممالک ھندوستان ۔ افغانستان اور ایران تو خاص طور سے اس بحران کی وجہ سے سخت بدحال ہوگئے ھین اور لازمی طور پر پاکستان بھی اسکے اثرات سے محفوظ نہین رہ سکا ھے ۔ چنانچہ مشرقی پاکستان کی پٹ سن اور پنجاب کی کپاس کی قیمتین بھی گری نہین ھین اور ہم آج ایک کساد بازاری سے دوچار ھین ۔ لیکن میان ممتاز نے یقین دلایا کہ ھماری مرکزی حکومت حالات کو سنبھالنے ۔ کاشتکارون کو پٹ سن اور کپاس کے مناسب دام دلانے کے لئے مختلف اور موثر تدابیر اختیار کررہی ھے لیکن صدر پنجاب مسلم لیگ نے ایک بار پھر اپنے ھم وطنون سے مطالبہ کیا کہ وہ کساد بازاری اور اقتصادی بدحالی کا یہ عام دور ختم ہونے تک بردباری اور دوسری آزاد قومون کی طرح خندہ پیشانی کے ساتھ اپنی مشکلات کا مقابلہ کرین ۔ میان ممتاز نے اپنے عوام سے پوچھا اگر وہ کچھ دیر کے لئے زندگی کے ان مصائب کی تاب لانے کی سکت نہین رکھتے تو پھر وہ اسلام کی عزت و ناموس اور اپنے وطن عزیز کی حفاظت کی خاطر جہاد کرنے ۔ جان دینے اور کٹ مرنے کے دعوے کس منہ سے کرتے ھین ؟

گندم کی موجودہ عارضی قلت کا ذکر کرتے ہوئے میان ممتاز نے کہا کہ ھمارے پنجاب مین پہلے بھی ھماری ضروریات سے صرف تین ہزار فیصد زیادہ گندم پیدا ہوتی تھی ۔ لیکن بدقسمتی سے پچھلے سال بارش کی کمی ۔ نہرون مین پانی کی کمی اور خشک سالی کی وجہ سے فصلین خراب ہوگئین ۔ اور ھمارے صوبے مین گندم کی عارضی طور پر کمی محسوس ہونے لگی ۔ اس پر ایک شور وغوغا ہوا ۔ اور

ہر طرف سے حکومت پر لعن طعن کی کوشش کی گئی حالانکہ اس میں حکومت کی کسی بدانتظامی یا کوتاہی کا کوئی دخل نہ تھا ۔ قدرتی اسباب اس عارضی مصیبت کے باعث ہوئے ....

ان حالات کے پیش نظر ہمارے قومی کردار کی بلندی کا تقاضہ یہ تھا کہ ہم جرأت کے ساتھ اس عارضی مشکل کا مقابلہ کرتے اور کچھ ایثار سے کام لیتے ۔ مگر یہ دیکھکر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہم میں ابھی تک آزاد قوم کی طرح مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنے کی صفات پیدا نہیں ہوئے ہیں ۔

نظم و نسق

نظام و نسق کے موجودہ حالات پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے میاں ممتاز نے کہا کہ ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے انہیں افسر شاہی کے ساتھ کوئی بے جا دلچسپی نہیں اور انہیں اس بات کا احساس ہے کہ نظام و نسق میں بے انتہا کمزوریاں ہیں ۔ لیکن میاں صاحب نے سوال کیا کہ یہ خرابیاں آخر کیوں ہیں ؟ ان کمزوریوں کے ذمہ دار کون ہیں ؟ ان کو دور کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟ ان سوالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی دعوت دیتے ہوئے میاں ممتاز نے بتایا کہ ہمارے موجودہ افسر اس دور غلامی کی پیداوار ہیں جس میں انہیں عوام سے دشمنی سکھائی گئی تھی ۔ عوام سے دور رہنے اور انہیں ہمیشہ دبائے رکھنے کی تعلیم دی گئی تھی مگر میاں ممتاز نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ آزادی کے بعد ہمارے افسروں میں جو ذہنی انقلاب آنا چاہیئے تھا وہ نہیں آیا ہے ۔ آج بھی بہت سارے افسر ایسے ہیں جن میں وہی پہلی سی اکڑ باقی ہے ۔ ان افسروں کو خبردار کرتے ہوئے میاں ممتاز نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ جلد از جلد اپنی ذہنیت بدل دیں ۔ اور یہ محسوس کریں کہ وہ عوام کے حاکم نہیں خادم ہیں ۔ عوام کو دبانا

اور کچلنا ان کا کام نہیں — بلکہ عوام کے دکھ درد کو دور کرنا — اور ان کی خدمت بجا لانا ان کا فرض منصبی ہے —

میاں صاحب نے سرکاری افسروں کو رشوت ستانی بد عنوانی و اقربا پروری اور احباب نوازی کی لعنتوں کے خلاف متنبہ کرتے ہوئے تالیوں کی گونج میں اعلان کیا کہ بد دیانت سرکاری افسر اچھی طرح سے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ :-

" ہم کسی طاقت سے مرعوب ہوئے بغیر ان کی خطاؤں کو کبھی معاف نہیں کریں گے — لیکن اسکے ساتھ ہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے یقین دلایا — کہ جو افسر دیانت خلوص اور محنت کے ساتھ اپنا فرض ادا کرتے ہیں — انہیں پوری پوری تائید اور حمایت حاصل ہوگی — ان فرض شناس اور دیانتدار افسروں کو سیاسی دھڑے بندی یا پارٹی بازی کے ہتھکنڈوں سے پوری طرح محفوظ رکھا جائے گا —

نظم و نسق کی اصلاح کے لئے صوبے کے فرد سے اپنا فرض ادا کرنے کی اپیل کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا کہ نظم و نسق کی سب سے بڑی خرابی رشوت ستانی ہے — اور یہ بیماری اس وقت تک دور نہیں ہو سکتی جب تک کہ عوام خود منظم اور متحد ہو کر اسکے خلاف جہاد نہ کریں — میاں ممتاز نے بتایا کہ اگر ہم میں ہر فرد کسی صورت میں بھی کسی کو رشوت نہ دینے کا عزم کرے تو لامحالہ رشوت ستانی ختم ہو جائے گی —

مسئلہ کشمیر

مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے میاں صاحب نے حاضرین کی پرجوش تالیوں میں اعلان کیا کہ کشمیر کے بغیر پاکستان اور ہماری آزادی کی جدوجہد نامکمل ہے —

کشمیر کے معاملے میں اقوام متحدہ نے انصاف کا جو خون کیا ہے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے میاں صاحب نے پاکستان کے ایک شہری کی حیثیت سے یہ مطالبہ کیا کہ پاکستان کو اقوام متحدہ سے نکل جانا چاہئیے ۔ کیونکہ انکی رائے میں اقوام متحدہ ایسی بد دیانت طاقتوں کا ایک ٹولہ ہے ۔ جو طاقتور قوموں کو اور زیادہ طاقتور اور کمزور قوموں کو اور زیادہ کمزور بنا دیتا ہے ۔ اور صرف امریکہ و برطانیہ کے اغراض کو پورا کرتا ہے ۔

میاں صاحب نے مزید فرمایا ۔ کہ جب تک امریکہ اور برطانیہ اس گمان میں مبتلا رہیں گے ۔ کہ ہم انکے بندہ بے دام ہیں ۔ وہ ہماری کوئی پرواہ نہیں کریں گے ۔ لہذا ہمیں ایک خود دار قوم کی طرح اقوام متحدہ کی ذلت سے نکل جانا چاہئیے ۔ اور خدا کی امداد پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنی بین الاقوامی پوزیشن کو منوانے اور مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے میاں صاحب نے یقین دلایا ۔ کہ ان کی دانست میں اقوام متحدہ سے نکل جانے سے پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ۔ البتہ ہم بڑی طاقتوں کے ہاتھوں ذلت و خواری سے ضرور بچ جائیں گے ۔

" ختم نبوت "

ختم نبوت کے مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے میاں ممتاز محمد دولتانہ نے پر جوش تالیوں اور تحسین و آفرین کے نعروں میں اعلان کیا کہ :-

اس معاملے میں میرا وہی عقیدہ ہے جو ایک مسلمان کا ہونا چاہئیے میرے نزدیک وہ لوگ اسلام سے باہر ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے ۔ یہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ختم نبوت کے مسئلے پر بحث کرنا بھی کفر ہے کیونکہ بحث ایسے مسائل پر ہوا کرتی ہے ۔ جن میں شک و شبے کی کوئی گنجائش ہو ۔ ختم نبوت کا معاملہ تو ہمارے عقیدے سے

تعلق رکھتا ہے اور یہ بحث و منطق سے بالا و بلند ہے ۔

مرزائیوں کے خلاف آجکل جو عام نفرت پیدا ہوگئی ہے ۔ اس کا خود مرزائیوں کو ذمہ دار گردانتے ہوئے میاں ممتاز نے فرمایا کہ ان حضرات نے خود ہی علیحدگی پسندی کی روش اختیار کی ۔ زندگی کے ہر شعبے میں وہ ہم سے علیحدہ رہنے لگے ۔ انہوں نے اپنے ذاتی سیاسی اور مجلسی تعلقات کو اپنی برادری کی حد تک محدود کر لیا ۔ قادیانی افسروں نے اپنے حلقے کے لوگوں کے ساتھ ناجائز رعائتیں کیں محض مرزائیت کی بنیاد پر الاٹمنٹیں بھی ہوئیں ۔ انہوں نے اپنی سرکاری پوزیشن کا ناجائز استعمال کیا ۔

لیکن میاں ممتاز نے کہا کہ اسکا علاج محض جذباتی جلسوں اور تقریروں سے نہیں ہو سکتا ۔ ان حالات سے نبٹنے کے لئے حکومت پاکستان نے ایک اعلان جاری کر دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہر اس شخص کے خلاف خواہ وہ مرکز کا وزیر یا افسر ۔ حکومت سخت کاروائی کرے گی ۔ جو اپنی سرکاری پوزیشن میں اپنے عہدے کی بنا پر اپنے فرقے کی ناجائز سرپرستی کرے گا ۔

میاں ممتاز نے کہا کہ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے وہ بڑی سختی کے ساتھ یہ دیکھیں گے ۔ کہ پنجاب میں کوئی فرقہ وارانہ جانبداری نہ ہونے پائے اگر اس سلسلے میں کوئی شکایت ان تک پہنچی تو وہ اسکی تفصیلی تحقیقات کرائیں گے ۔ اس یقین دہانی کے بعد میاں ممتاز نے پنجاب کے مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور اپنی قوم کی نیک نامی کا واسطہ دیتے ہوئے کہا کہ انہیں ہر اس فرد کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنی چاہئیے ۔ جو خود کو پاکستانی شہری کہتا ہو ۔ چنانچہ میاں صاحب نے اعلان کیا کہ جب تک وہ وزیراعلی ہیں اپنے صوبے میں کسی کا خون ناحق نہیں ہونے دینگے ۔ کسی کی عزت و آبرو کی حفاظت میں کوتاہی نہیں برتیں گے ۔ یہ انکا مذہبی ۔ اخلاقی اور سرکاری فرض ہے جس کو ہر قیمت پر وہ ادا کریں گے ۔

مرزائیون کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے میان ممتاز نے کہا ـ کہ یہ ایک آئینی سوال ہے ابھی تک ہمارا آئین نہین بنا ہے ـ اور تاحال مجلس دستور ساز نے اقلیتون کا امتیاز باقی رکھنے یا نہ رکھنے کا بھی کوئی فیصلہ نہین کیا ـ لہذا اس مسئلہ کو اپنی مجلس آئین ساز پر ہی چھوڑ دینا چاہئے ـ

لیکن میان صاحب نے یہ سوال کیا کہ اگر ہم بحث کی خاطر یہ مان بھی لین کہ مرزائیون کو ضرور اقلیت قرار دینا چاہئے ـ تو پھر اس صورت مین کیا ہوگا ـ جب مرزائی اپنے آپ کو مرزائی کہنا ہی چھوڑ دین ؟ اسکے علاوہ میان صاحب نے سمجھایا کہ کسی گروہ یا فرقے کو اقلیت قرار دینے کا آئینی مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ اس فرقے یا گروہ کے حقوق کا نہ صرف تعین کر دیا جائے بلکہ انکے حقوق کی حفاظت کی جائے اور انہین ملازمتون اور اسمبلیون مین مراعات بھی دی جائین ـ تو پھر ایسی صورت مین یہ کہنا درست نہین ہوگا ـ کہ اگر قادیانیون کو اقلیت قرار دے دیا جائے ـ تو ہم انہین یہ رعائتین اور حقوق دینے پر مجبور ہو جائین گے ـ جو اسوقت آپ انہین دینا نہین چاہتے ؟ بہر حال میان ممتاز نے کہا کہ یہ ایک بہت پیچیدہ مسئلہ ہے جن پر بڑے غور و فکر کی ضرورت ہے یہ ایسا مسئلہ نہین جو جلسون ـ ہنگامہ آرائیون اور سنگ باری سے حل ہو سکے ـ جو لوگ تحریک ختم نبوت چلا رہے ہین ـ اور اس سلسلے مین جلسے منعقد کر رہے ہین ان سے بھی میان ممتاز نے یہ سوال کیا کہ جب ہم مین سے ہر ایک ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے تو پھر ختم نبوت کے جلسے آخر کس لئے منعقد کئے جا رہے ہین ـ ان غیر ضروری جلسون سے بعض اوقات ان کے اس مقصد کے متعلق شبہ ہونے لگتا ہے ـ اور غلط نتائج بھی مرتب ہو سکتے ہین ـ

اپنڈیکس نمبر ۳۴

روزنامہ " آفاق " لاہور مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۱

ماضی کے سہارے زندہ رہنا آزاد قوموں کا شیوہ نہیں

مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں نفاق ڈالنے والے پاکستان کے دشمن ہیں

نظام آباد میں میاں ممتاز دولتانہ کی تقریر

——— سٹاف رپورٹر سے ———

لاہور - ۲۵ اکتوبر - میاں ممتاز محمد خان دولتانہ صدر صوبہ مسلم لیگ نے فرقہ پرستی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں نفاق کا بیج بو رہے ہیں وہ نہ صرف اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہے ہیں بلکہ پاکستان کی سالمیت اور وحدت کو بھی نقصان پہنچا رہے ہیں -

صدر صوبہ لیگ نے جو آج تیسرے پہر گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے - مسلم عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ان فرقہ پرستوں کی انتشار پسندانہ سرگرمیوں سے الگ تھلگ رہیں -

میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے اپنی تقریر میں اس امر کا پھر اعادہ کرتے ہوئے کہ کوئی جماعت محض ماضی کے شاندار کارناموں پر زندہ نہیں رہ سکتی - لیگ کارکنوں سے مسلم لیگ کو ایک فعال جماعت بنانے کی اپیل کی -

انہوں نے کہا کہ ماضی کی وادیوں میں بھٹکتے پھرنا آزاد اور زندہ قوموں کا شیوہ نہیں ہوا کرتا اور نہ " پدرم سلطان بود " کے نعروں سے کسی فرد اور جماعت کی فلاح ہو سکتی - آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلم لیگ کے سابقہ کارناموں کو دہرانے کی بجائے اس جماعت کو عوام کی دھڑکنوں سے ہم آہنگ کردیں اور اسے زیادہ سے زیادہ عوام دوست بنائیں -

میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے کہا کہ پاکستان کے تحفظ، بقا اور استحکام کے لئے مسلم لیگ کا استحکام اشد ضروری ہے - کیون کہ یہ دونون ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہین - وزیراعلے نے پاکستان کے شاندار مستقبل پر اپنے کامل یقین کا اظہار کرتے ہوئے کہا - کہ پاکستان نہ کسی بادشاہ کی عنایت سے ملا ہے - اور نہ اسکا حصول چند امرا کی کوششون کا رھین منت ہے اسے عوام نے حاصل کیا ہے اور انشا' اللہ وہی اسے قائم رکھین گے اور اپنی مخلصانہ تعمیری کوششون سے اسے ایک خوشحال اور ترقی یافتہ ملک بنائین گے -

صدر صوبہ مسلم لیگ نے پاکستان کے شاندار مستقبل کے لئے عوام کی وطنی دوستی پر کامل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان عوام کے بے پناہ جذبہ حب الوطنی کی بنا پر قائم رہے گا - لیکن اسے ایک مثالی ملک بنانے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنے سیاسی اصولون کو انقلابی شکل دین اور ملک کے نظام عومی کو اسطرح استوار کرین کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات سے بالکل بے نیاز ہو جائے - اس سلسلے مین ماحول کو خوشگوار بنانا اور ہر شخص کو خود دارانہ اور عزت مندانہ زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا ایک اچھی حکومت کے ابتدائی فرائض مین شامل ہے - چنانچہ میری حکومت روز اول ہی سے اس مقصد کے حصول مین کوشان ہے کہ اس صوبہ کے کسانون مزدورون اور چھوٹے زمینداروں کا معیار حیات بلند کیا جائے - انہین زندگی کی جملہ آسائشون سے متمتع ہونے کے یکسان مواقع فراہم کئے جائین -

وزیراعلے پنجاب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم نے برسراقتدار آتے ہی صوبے کے زرعی اور معاشی نظام کا ایک تفصیلی جائزہ لیا اور اول الذکر کی اصلاح کیلئے زرعی اصلاحات کے نفاذ کا فیصلہ کر دیا -

میان ممتاز محمد خان دولتانہ نے زرعی اصلاحات کے نفاذ کو ایک انقلابی اقدام قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس اقدام سے انکا اصل مقصود مزارعوں - کسانوں اور چھوٹے زمینداروں کی فلاح و بہبود اور اول الذکر طبقہ کو ناجائز بے دخلیوں سے نجات دلانا تھا -

میان ممتاز محمد خان دولتانہ نے تالیوں کے درمیان اعلان کیا کہ اگرچہ کچھ لوگ زرعی اصلاحات کے خلاف ہیں - لیکن انکی حکومت نے زرعی اصلاحات کو پوری سختی سے نافذ کرنے اور اس سلسلے میں ہر قسم کی مخالفت کو ختم کر دینے کا قطعی ارادہ کرلیا ہے -

" انتباہ "

وزیر اعلی پنجاب نے زرعی اصلاحات کے مخالفین کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ پہلا گروہ ان بڑے بڑے زمینداروں پر مشتمل ہے جو ان اصلاحات کو ناکام بنانے کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کرنے پر تلے ہوئے ہیں - اور دوسرے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو غیر ملکی اثرات کے تحت اس ملک میں طبقاتی جنگ کو ہوا دیکر اپنا الّو سیدھا کرنے کی فکر میں ہیں - میں آپکو اس گروہ کی ریشہ دوانیوں سے خاص طور پر متنبہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ الا ماشاء اللہ ایسے حضرات کی بھی کمی نہیں جن کی وفاداریاں کسی اور ملک سے ہیں اور وہ امداد کے لئے ہروقت غیرملکی طاقتوں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں - یہ لوگ غیرملکیوں سے ہدایات لیتے اور بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر ناچتے ہیں اور اس سے انکا مقصد صرف فکری و ذہنی انتشار پیدا کرنا ہوتا ہے - ورنہ جہاں تک زمینداروں اور کسانوں کے ساتھ عملی ہمدردی کرنے کا تعلق ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ زرعی اصلاحات کے نفاذ سے قبل انہیں کسانوں مزارعوں اور چھوٹے زمینداروں کے حقوق و مفادات کا کیوں خیال نہ آیا !

اب جب کہ مسلم لیگ نے زرعی اصلاحات کا تحفہ عوام کو بن مانگے پیش کیا ۔ غریبوں کے یہ نام نہاد ہمدرد بھی اپنے ٹروں سے باہر نکل آئے ہیں ہمیں ان سیاسی بھیڑیوں کے فریب میں نہیں آنا چاہئے جو عوام کے مونس و ہمدرد اور غمخوار ہونے کا سوانگ رچا کر درحقیقت ایک غیر ملکی طاقت کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں ۔

وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی وزارت کی کارگزاریوں کے ضمن میں ان تعمیری منصوبوں اور ترقی کی سکیموں کا تفصیل تذکرہ کیا ۔ جنہیں گزشتہ تین سال میں عملی جامہ پہنایا جا چکا ہے یا جو حکومت کے زیر غور ہیں ۔

آپ نے تھل میں پندرہ لاکھ ایکڑ غیرمزروعہ اور بنجر اراضی کو تونسہ پراجیکٹ کی تکمیل پر ہم آٹھ اور ۹ لاکھ ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنا لیں گے ۔ جس سے پنجاب کی زرعی معیشت پر نہایت خوشگوار اثر پڑیگا ۔

میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے تالیوں کے درمیان اعلان کیا کہ جہاں انکی حکومت کی پالیسی زیادہ سے زیادہ بنجر اور ناقابل کاشت اراضی کو زیر کاشت لانا ہے ۔ وہاں سیم اور تھور کے ہاتھوں تباہ شدہ زمینوں کو درست کرنا بھی ہے کیونکہ یہ ایک ایسا خطرہ ہے جس پر بروقت قابو نہ پا سکنے کی صورت میں صوبے کی زرعی معیشت پر تباہ کن اثر پڑ سکتا ہے ۔

میاں ممتاز دولتانہ نے رفاہ عامہ کے امور میں حکومت پنجاب کی دلچسپی اور پائیدار کارگزاریوں کا ایک مکمل خاکہ پیش کرتے ہوئے جب یہ انکشاف کیا کہ اگلے پانچ برسوں میں انکی حکومت صوبہ میں اس قدر پختہ سڑکیں تعمیر کریگی جس قدر گذشتہ سو سال میں بھی تیار نہیں ہوئیں ۔ تو پنڈال زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا ۔ آپ نے آخر میں خوراک کی صورت حال بیان کرتے ہوئے عوام سے حقائق کا سامنا کرنے کی اپیل کی ۔

چودھری صلاح الدین

چودھری صلاح الدین - ایم ایل اے - صدر ضلع مسلم لیگ نے جو حال ہی میں پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں - صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کا خیرمقدم کرتے ہوئے وزیراعلے پنجاب کو اس بات پر مبارکباد دی کہ انہوں نے مختلف افراد اور جماعتوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود صوبہ میں زرعی اصلاحات نافذ کیں اور اسطرح ان وعدوں کو جو مسلم لیگ نے انتخابات عمومی سے قبل اپنے منشور میں عوام سے کئے تھے - پورا کرکے معاشی و سماجی عدل و انصاف کی بنیاد رکھ دی ہے -

چودھری صلاح الدین نے زرعی اصلاحات کے ضمن میں صدر صوبہ مسلم لیگ کی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ــــــــــ پنجاب کا وہ محنت کش کسان اور مزارعہ جو سال بھر خون پسینہ ایک کرنے کے باوجود بیدخلی کے خوف میں مبتلا رہتا تھا اور جسکے رزق کا انحصار زمیندار کے اشارہ چشم و ابرو پر ہوا کرتا تھا اب اپنے آپ کو نسبتاً محفوظ پاتا ہے اور اسکے دل میں خود اعتمادی آہستہ آہستہ خوف کی جگہ لے رہی ہے -

رکاوٹوں کو دور کرنے کی ضرورت

جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ نے کہا - کہ آج پنجاب کے ہر فرد کو اس امر کا احساس ہے کہ زرعی اصلاحات صوبہ کیلئے ایک درخشندہ مستقبل کی نوید لیکر آئی ہیں - لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اصلاحات کے عملی نفاذ کے رستہ میں کچھ عناصر ابھی تک رکاوٹیں ڈال رہے ہیں ظاہر ہے کہ ان رکاوٹوں کو دور کرنے اور ایسی ریشہ دوانیوں کا

مقابلہ کرنے کیلئے مسلم لیگ کو فوری اور موثر اقدام کرنا پڑے گا -

اصلاح نظم و نسق

چودھری صلاح الدین نے صوبہ کی مسلم لیگی وزارت کی موجودہ سالہ کارگزاریوں پر قائد پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ــــــــــــ کہ یہ آپ نے صوبہ کی اصلاح کا جو بیڑہ اٹھایا ہے اس میں زرعی اصلاحات کے بعد نظم و نسق کا مسئلہ بیحد اہمیت رکھتا ہے - ہمیں تسلیم ہے کہ نظم و نسق کے متعلق عوام میں بڑھتی ہوئی بے اطمینانی اور بد اعتمادی کسی حد تک عوام کی عجلت پسندی اور اعجاز طلبی اور حکومت کے مخالف عناصر کے پراپیگنڈہ کی وجہ سے ہے - لیکن ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ نظم و نسق کے [illegible] حکومت اور مسلم لیگ کے لئے ایک عظیم خطرہ کا باعث بنتی جا رہی ہے - اور اصل میں نظم و نسق کی اصلاح کا معاملہ اس وقت مسلم لیگ اور اسکی قائم کردہ حکومتوں کی صلاحیت کار کا امتحان ہے - ہمیں خوشی ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کونسل نے اپنے اجلاس ڈھاکہ میں گوجرانوالہ ضلع مسلم لیگ کے ایک عہدیدار کی تحریک پر رشوت ستانی - کنبہ پروری اور نا اہلیت کے انسداد کے متعلق ایک قرارداد پاس کی ہے - اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے اس سلسلہ میں موثر اقدام کرنے کا مطالبہ کیا ہے چودھری صلاح الدین نے نظم و نسق کی خرابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس امر سے آگاہ ہیں کہ نظم و نسق کی ابتری کی ذمہ داری کلیتاً سرکاری حکام پر عائد نہیں ہوتی - اور ہمیں یہ بھی تسلیم ہے کہ پاکستان میں دیانتدار فرض شناس اور [illegible] افسر موجود ہیں - لیکن بعض بعض گوشوں میں سیاسی دباؤ اور روزمرہ کے سرکاری کاروبار میں سیاستدانوں کی مداخلت ہمارے نظم و نسق کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے - حکومت کو جہاں بددیانت اور نا اہل افسروں کے استیصال کی طرف پوری توجہ کرنی چاہئے - وہاں فرض شناس اور

دیانت دار افسرون کو سیاسی دباؤ اور سیاستدانون کے انتقام سے بچانے کیلئے بھی واضح اقدام کرنا چاہئے - پاکستان مسلم لیگ نے موخرالذکر ضرورت کا احساس کرتے ہوئے مسلم لیگ کے ارکان کے لئے ایک ضابطہ اخلاق مرتب کرنے کی قرارداد منظور کی ہے - اور ہمین یقین ہے کہ یہ ضابطہ اخلاق دنیا کی بڑی بڑی جمہوری جماعتون کے لئے قابل رشک ثابت ہوگا - اور ہر مسلم لیگی اپنے ملک کی سیاست کو آلودگی سے بچانے اور اپنی عزت نفس کو برقرار رکھنے کے لئے اس ضابطہ اخلاق کی پابندی کی پوری کوشش کرے گا -

مسئلہ کشمیر

مقرر نے کشمیر کے بارے مین کہا کہ یہ مسئلہ ابھی تک کھٹائی مین پڑا ہوا ہے - اور مجلس اقوام متحدہ کی تاخیر پسندی ہمارے عوام کے صبر کی آزمائش کر رہی ہے - ہم محسوس کرتے ہین - کہ باوجودیکہ ہم دولت مشترکہ کے ایک رکن ہین - حکومت برطانیہ کا رویہ ہمارے ساتھ اس مسئلہ مین واضح طور پر غیر دوستانہ ہے - اندرین حالات پاکستان کے عوام یہ سوچ رہے ہین کہ مجلس اقوام متحدہ یا دولت مشترکہ کے ساتھ انکا تعاون اور اشتراک کس حد تک انکے ملکی مفاد کے لئے مضر ہو سکتا ہے -

پاکستان مسلم لیگ کونسل نے حال ہی مین اپنے اجلاس ڈھاکہ مین کشمیر کے حصول کے لئے " دیگر ذرائع" کا ذکر کرکے کونسل نے عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی ہے - اور ہمین یقین ہے کہ ہماری حکومت اس قرارداد کی روشنی مین کشمیر کے متعلق اپنی حکمت عملی پر نظرثانی کریگی - جہان تک عوام کا تعلق ہے پاکستان مین ایک شخص بھی ایسا نہین جو کشمیر کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو - اور ہم آپکو یقین دلاتے ہین کہ وقت پڑنے پر عوام کشمیر کے لئے جو ہماری اقتصادی زندگی

کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اپنا سب کچھ نثار کرنے پر آمادہ نظر آئیں گے ۔

اقتصادی بحران

چودھری صلاح الدین نے کہا کہ ہمارا صوبہ اس وقت جس اقتصادی بحران سے دوچار ہے اسکے ردعمل سے ہر شخص بخوبی آگاہ ہے ۔ ہمارے صوبہ کے عوام کو بے روزگاری کے ساتھ ساتھ گرانی اور بلیک مارکیٹ کا مقابلہ کرنا پڑا ہے ۔ اور اگرچہ اب صورت حال زیر اصلاح ہے ۔ لیکن حکومت کو بلیک مارکیٹ اور گرانی کو دور کرنے کے لئے مزید موثر اقدام کرنا پڑیگا ۔ کیونکہ غلہ کی قیمتیں اب بھی ہمارے عوام کی قوت خرید سے بہت زیادہ ہیں ۔ اس سلسلہ میں ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ کاشتکاروں کے لئے بیج کی وسیع بہمرسانی کا انتظام کیا جائے ۔ تاکہ بیج کی کمی کی وجہ سے فصلوں میں کمی واقع نہ ہو۔ اناج کی کمی کا مستقل علاج کرنے کے لئے زراعت کو امداد باہمی کے اصولوں پر چلانے کیلئے ایک مہم کیر تحریک شروع کی جائے ۔ اور جو لوگ اس اصول پر کاشتکاری کرنے پر آمادہ ہو جائیں انہیں مشینی آلات کی خرید اور ٹیوب ویل لگوانے کے لئے تقاوی کی سہولتیں مہیا کی جائیں ۔ چودھری صلاح الدین نے اپنی تقریر کے اواخر میں وزیر اعلی پنجاب کی توجہ مقامی مسائل کی طرف مبذول کرائی ۔

دیہی آبادی کے مسائل

اس سے قبل تحصیل مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری چودھری محمد نواز جونده نے وزیر اعلی پنجاب کا خیر مقدم کرتے ہوئے انکی توجہ دیہاتی آبادی کے مسائل کی طرف مبذول کرائی ۔ انہوں نے کہا کہ ــــــــ

ابھی تک دیہاتی مسائل کو خاطر خواہ طریق سے حل نہیں کر سکی ۔

دیہاتیوں کو اپنے شہری بھائیوں سے کوئی حد نہیں - لیکن جب وہ دیکھتے ہیں کہ شہریوں کے مقابلے میں انہیں زندگی کی بہت کم سہولتیں حاصل ہیں تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ———— جب تک ملک کی یہ پچاسی فیصد آبادی جو دیہات میں بستی ہے - اپنے شہری بھائیوں کے شانہ بشانہ ترقی نہیں کرے گی - ملک مجموعی طور پر کبھی ترقی نہیں کر سکے گا -

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی دیہی آبادی کو جہالت غربت - افلاس اور بیماری سے نجات دلائیں اور ان میں زندگی کی روح پھونکیں - جس کے لئے پنجاب ایام زمانہ میں زندہ دلوں کا وطن کہلاتا تھا -

---

اپنڈیکس نمبر ۲۸

روزنامہ "زمیندار" لاہور مورخہ ۳ فروری ۱۹۵۳ء صفحہ نمبر ۱

۲۲ فروری تک ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی

وقت آگیا ہے کہ ہم تحفظ ختم نبوت کے لئے کسی مالی و جانی قربانی سے دریغ نہ کریں

ہم ہتھکڑیوں کے زیور پہننے اور جیلوں میں جانے کیلئے تیار بیٹھے ہیں

مجلس عمل کے زیر اہتمام موچی دروازہ کے عظیم الشان جلسے میں زعمائے ملت کی تقریریں

—— سٹاف رپورٹر ——

لاہور - یکم فروری - موچی دروازہ کے باغ میں غالباً" مجلس عمل کا یہ آخری اجلاس ہے - اسکے بعد ہو سکتا ہے کہ ہماری زبانوں پر تالے ڈال دئیے جائیں - ہمیں ہتھکڑیاں پہنا کر جیلوں میں پھینک دیا جائے - اور اسکے ساتھ یہ کوشش بھی کی جائے کہ مجلس عمل کے علمائے کرام اور مشائخ عظام اس مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں جو قوم نے اجتماعی طور پر حکومت پاکستان کے سامنے پیش کر رکھا ہے - ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے - کہ ہم اس مرتبہ حکومت کو مزید ٹال مٹول کا موقع نہیں دیں گے - اور ۲۲ فروری کے بعد اگر سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے علیحدہ نہ کیا گیا - تو مجلس عمل حکومت پاکستان کے خلاف پرامن جنگ کا آغاز کرنے کے لئے ڈائرکٹ ایکشن کا اعلان کر دیگی - اور یہ ایکشن اس وقت تک جاری رہیگا - جب تک مجلس عمل کے مطالبات من و عن تسلیم نہیں کرلئے جاتے - اگر ہمیں جیلوں میں ڈال دیا گیا تو ہم اس وقت تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کریں گے جب تک سر ظفر اللہ کو اسکی موجودہ کرسی سے علیحدہ نہیں کر دیا جاتا -

یہ ہے وہ باطل شکن اعلان جو آل مسلم پارٹیز کنونشن کی مجلس عمل کے صدر ابوالحسنات مولانا محمد احمد نے آج موچی دروازہ کے باغ میں ایک لاکھ فرزندان توحید اور شمع رسالت کے پروانوں کے سامنے کیا -

مولانا ابوالحسنات نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مجلس عمل کے ارکان نے کئی روز تک کراچی میں تبادلہ خیالات کیا اور ارباب حکومت کے دروازوں پر دستک دی — ہم نے اکابر ملت کو جھنجھوڑ کر آپکے جذبات سے آگاہ کیا — ہمیں ہر بار یہی کہا گیا کہ ہمارے مطالبات پر غور کیا جائے گا — اور ان پر پانی پھیرنے کی کوشش نہیں کی جائیگی — اس سے پیشتر بھی ہم کئی مرتبہ عزت مآب خواجہ ناظم الدین سے ملے — ہمیں ہر بار یہی کہا گیا کہ حکومت مسلمانوں کی ہے اور وہ مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتی ہے — دہلی دروازہ کے باغ میں مجلس عمل کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد کیا گیا — جس میں ہم نے خواجہ صاحب کا پیغام عوام کے سامنے پیش کر دیا —

اس مرتبہ ہم نے یہ مطالبہ کرنے کی کوشش کی کہ مجلس عمل کے فیصلوں کو کس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے — ہمیں افسوس ہے کہ قادیانیوں کے عظیم فتنہ کو دور کرنے کے لئے دستوری سفارشات میں کوئی شق رکھی نہیں گئی —

مولانا محمد احمد نے جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودی پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ جب کراچی میں علماء کی کنونشن منعقد ہوئی اور اس میں شمولیت کرنے کے لئے مودودی صاحب بھی تشریف لے گئے — تو انہوں نے اپنی تجویزیں صاف طور پر یہ کہہ دیا کہ ہم آئین کے فریم بگاڑنے کے حق میں نہیں مگر چند شقوں کے تبدیلی کر دینے کے حق میں ہیں — اسکے مقابلہ میں ہم نے ان آئینی سفارشات وغیرہ اسلامی محسوس کیا — چونکہ ان میں رسول مقبول کی ختم المرسلینی کا تحفظ موجود نہیں تھا — ہم نے اپنی ترامیم پیش کیں — جنہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا گیا — آخر کار ہم مجبور ہو گئے — اور میں نے مجلس عمل کے صدر کی حیثیت سے اختلافی نوٹ لکھ کر ان سفارشات کو

قبول کرنے سے انکار کردیا ۔

مولانا محمد احمد نے کہا کہ ان دستوری سفارشات پر غور کرتے ہوئے ملک کے گوشہ گوشہ سے اس قسم کی آوازیں بلند کی گئیں کہ مولوی کو پکڑ لو ۔ یہ ملّا ہے ۔ دستوری معاملہ میں ملّا کو دخل دینے کی مطلق اجازت نہ دی جائے ہم نے بھی اپنی عزت افزائی پر غور کیا ۔ اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ محض ایڈوائزری بورڈ کے ممبر بن جانے سے معاملہ حل نہیں ہوتا ۔ چنانچہ ہم نے اختلافی نوٹ کے ساتھ اس جگہ وائزری بورڈ میں شرکت سے انکار کردیا ۔ آپ نے کہا کہ اگر یہ ملک اسلامی ہے اور اس کا آئین اسلامی ہوگا ۔ تو میں ملک کے گوشہ گوشہ تک یہ آواز پہنچا دینا چاہتا ہوں کہ علمائے کرام کو دستوری معاملہ میں نظرانداز کیا نہیں جا سکتا ۔

مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں مجلس عمل کا موقف بیان کرتے ہوئے ابوالحسنات مولانا محمد احمد نے فرمایا کہ جب ہمارا اعتقاد نکھر چکا ہے ۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وصلم کی خاتم النبیین کو تسلیم نہ کرنے والا غیر مسلم ہے ۔ تو اب یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم رسول پاک صلعم کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مانیں اور انکی قوم کو مسلمانوں میں شمار کرنے کی اجازت دیں اور اس لئے بنیادی سوال یہ ہے کہ حکومت کے نزدیک مرزائی مسلمان ہیں یا غیرمسلم !

آپ نے کہا کہ ہم نے کراچی میں آخری طور پر بھی اتمام حجت کرکے دیکھ لیا ۔ اور خواجہ ناظم الدین سے پیہم ملاقاتیں کرنے کے بعد ہم یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوئے کہ اب ہمیں ختم نبوت کے تحفظ کیلئے تیار ہو جانے کی ضرورت ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر شیر خدا مولا علی نبوت کی عظمت اور احترام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر سکتے ہیں ۔ ہم کون ہیں جو اس میدان میں پیٹھ دکھائیں ۔

مولانا ابوالحسنات نے اعلان فرمایا

کہ حکومت پاکستان اس وقت تک عزت کی نگاہ

سے دیکھے جانے کی مستحق ہے - جب تک وہ

تاج و تخت ختم نبوت کو سربلند رکھنے کا اعلان

کرے - ہم کسی ایسی حکومت کی عظمت کو ماننے

سے انکار کرتے ہیں - جو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کا تحفظ نہ کر سکے -

مولانا ابوالحسنات محمد احمد نے آخر میں فرمایا کہ موچی دروازہ کے باغ میں غالباً یہ ہمارا آخری جلسہ ہے - بہت ممکن ہے کہ اسکے بعد جو جلسہ اس باغ میں منعقد ہو - اس موقع پر آپ بھی پھول پہنیں - اور ہمیں بھی پہنائیں - ورنہ حالات یوں دکھائی دیتے ہیں کہ جیسے اس مرتبہ پھر غم کے بادل چھا رہے ہیں - اور مایوسی کی گھٹائیں اٹھ رہی ہیں -

مولانا ابوالحسنات نے آخر میں حکومت کو دعوت دی

ہے کہ اب وہ ہمت کرے اور ہم ایسے بزدلوں سے

پکڑ لے - ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم اپنے موقف

پر قائم ہیں - اور آخر تک قائم رہیں گے - ہم

وہی کچھ کرینگے جو ہم کہہ رہے ہیں -

اگر ہمیں گرفتار کر لیا گیا تو ہم الحمدللہ کہہ کر

آپ کی جیلوں میں ڈیرے ڈالیں گے - اور اس

وقت تک باہر نہیں آئیں گے جب تک ہمارے

مطالبات تسلیم نہیں کرلئے جاتے - ہم جب باہر

آئیں گے تو چودھری ظفراللہ ہمیں وزارتی گدی پر

نظر نہین آئین گے - آپ نے فرمایا کہ
یقین کر لو کہ ہم نے رسول مقبول کی عزت
اور حرمت پر ختم ہو جانے کا تہیّہ کر دیا ہے
ہم آن محمدؐ اور شان محمدؐ کے لئے ہر ظلم
برداشت کرین گے -

مولانا نے فرمایا - کہ ہمارا کام ہمارے سامنے ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ ہمارے بعد کیا کرتے ہین - یاد رکھو کہ اگر آن محمد کو ختم کر دیا گیا تو اس روز ہمارے مزید زندہ رہنے کا کوئی امکان نہین ہونا چاہئے -

انہون نے کہا - کہ مجھے بتایا جائے - کہ اگر حکومت ایک سنتری کے حقوق اور اسکی عزت کا تحفظ کرتی ہے - تو کیا وجہ ہے کہ اسے ناموس محمد کا پاس نہ ہو - حکومت کان مین تیل ڈالے بیٹھی ہے - آخر یہ کیا غضب ہے - ہم دیانتداری سے سمجھتے ہین - کہ اپنے مطالبات منوانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم ڈائرکٹ ایکشن کرین - اپنے لئے نہین کملی والے کی حرمت کے لئے - اسکی عزت کی پاسبانی کی خاطر اور اپنے ایمان اور عقیدہ کے واسطے -

ہم اعلان کرتے ہین - کہ ہماری جانین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان ہین -

ماسٹر تاج الدین انصاری

ماسٹر تاج الدین انصاری نے مجلس عمل کی گذشتہ سرگرمیون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا - کہ ہم نے کئی مرتبہ خواجہ ناظم الدین کی خدمت مین حاضر ہو کر عوام کے اسلامی مطالبہ کو پیش کیا - مگر ہر مرتبہ انہون نے یہ کہہ کر ٹال دیا - کہ یہ ملک اسلامی ہے - اور مین مسلمان ہون - یہ دونون اہم باتین سننے کے بعد شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہین رہتی - اگر اسلام تقاضا کرتا ہے کہ ..

مرتد کے کان کھینچ دو - اور خواجہ صاحب اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں - تو ہمارے مطالبہ کو تسلیم کرنے کے بارے میں باقی کیا کسر رہ جاتی ہے - بلاشبہ ہر ملاقات میں ہمیں کامیابی کی جھلک دکھائی دیتی رہی - مگر جب ہم ذرا گہری نظر سے مطالعہ کرتے - تو ہمیں محسوس ہوتا - کہ ہم دھوکا کھا رہے ہیں - کیونکہ سر ظفراللہ ہمیشہ خواجہ صاحب کے ساتھ رہے -

ہمارا مطالبہ صرف یہ تھا کہ جس پانی میں کتا گر گیا ہے - اسے پاک کیوں نہیں کیا جاتا ؟

آخری مرتبہ پچھلے دنوں مجلس عمل نے ایک وفد ترتیب دیا - جسکا کام یہ تھا کہ وہ خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان کی خدمت با برکت میں حاضر ہو کر آخری ملاقات کرے - اور ملت کے متفقہ اور متحدہ مطالبات کو انکی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ان دستوری سفارشات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے جن میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا گیا -

ماسٹر تاج الدین انصاری نے کہا کہ وفد میری قیادت میں خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا - ہم نے سوا گھنٹے تک ملاقات کے دوران میں اس پردہ کو یک لخت سرکا دیا جو ہمارے اور خواجہ ناظم الدین صاحب کے درمیان حائل تھا -

مجھے بے انتہا افسوس کے ساتھ اعلان کرنا پڑتا ہے
کہ جب اس مرتبہ آپ ہم سے گفتگو فرما رہے تھے
تو ہم نے پوری ذمہ داری کے ساتھ محسوس کیا - کہ
الحاج خواجہ ناظم الدین مرزائیوں کے نمائندہ کی حیثیت
سے قادیانیوں کی وکالت نہایت احسن طریقے سے کر رہے
تھے -

(شیم شیم کی آوازیں)

ہم نے اس مرتبہ یہ محسوس کیا ۔ کہ ہمیں صرف چودھری سر ظفراللہ کو اسکی کرسی سے علیحدہ کرنا نہیں ہے ۔ بلکہ خواجہ ناظم الدین کو بھی بھی عزت بخشنا ہے ۔ آپ نے کہا کہ مرکزی حکومت میں آوے کا آوا بگڑا نظر آتا ہے ۔

ماسٹر تاج الدین انصاری نے تقریر جاری رکھتے ہوئے اب وہ مکالمے دہرائے جو مجلس عمل کے حکم کے تحت پچھلے دنوں آخری مرتبہ کراچی میں خواجہ ناظم الدین سے ہوئی ہے ۔

ماسٹر تاج الدین نے مسلمانوں کا مطالبہ خواجہ ناظم الدین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ اب مسلمان اس گومگو کی پالیسی کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتے ۔ اس پر خواجہ ناظم الدین نے فرمایا کہ مجھے مسلمانوں کے جذبات احساسات اور مطالبات کا علم ہے ۔ میں مسلمان ہوں اور یہ مسلمانوں کا اپنا ملک ہے ۔ اب باتیں کھل کر ہونے لگیں تو ماسٹر تاج الدین نے شکایت کی ۔ کہ سندھ کے چیف سیکرٹری نے حکومت پاکستان کے سرکاری اعلان کو پاؤں تلے روند دیا ہے ۔ اور اس اعلان کی موجودگی میں انہوں نے ایک ایسے جلسے کی صدارت کی ہے ۔ جو لاہور میں مرزائیوں کی جانب سے احمدیہ بلڈنگز میں منعقد ہوا تھا ۔

اس پر خواجہ صاحب اور انکے سیکرٹری کے درمیان ذیل کا مقالہ ہوا ۔

خواجہ صاحب ۔ (اپنے پرائیویٹ سیکرٹری سے) یہ چیف سیکرٹری کون ہے ؟

پرائیویٹ سیکرٹری ۔ جناب بشیر احمد فاروقی ۔

خواجہ صاحب ۔ اچھا ۔ یہ تو لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔

ماسٹر جی ۔ وہ لاہوری نہیں ہے بلکہ مرزائی ہے ۔

ماسٹر تاج الدین نے فرمایا کہ میرے جواب پر اب خواجہ ناظم الدین نے

لاھوری اور قادیانی پر بحث کرتے ہوئے مرزائیوں کی نہایت خوبی کے ساتھ وکالت کرنی شروع کر دی –

ا ب ہم نے شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ یار، نہ شد دو شد !

اب جبکہ خواجہ ناظم الدین اور وفد کے درمیان حائل شدہ پردہ خود بخود ہی سرک گیا اور ہم نے محسوس کیا کہ خواجہ صاحب مسلمانوں کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہیں – تو ہم نے آپکی خدمت میں وہ لفافہ پیش کر دیا – جسے مجلس عمل کی جانب سے ہمارے سپرد کیا گیا تھا – اور ہدایت کی گئی تھی کہ اگر کوئی مناسب سمجھوتہ نہ ہو سکے – تو ہم اس الٹی میٹم کو انکی خدمت میں پیش کر دیں – ہم نے ہر امکانی کوشش کے بعد الٹی میٹم وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کر دیا – ہم نے خواجہ صاحب کو الٹی میٹم دیتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم آپ کو ایک ماہ کی مہلت دیتے ہیں – اگر ایک ماہ کے اندر ۲۲ فروری تک چودھری سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ نہ کیا گیا – تو ہم ۲۳ فروری کو ڈائرکٹ ایکشن کرنے کے قدم پر غور کرینگے – ہمارا مطالبہ نہایت ہی صاف تھا کہ

۱ – مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو –
۲ – چودھری سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کردو –
۳ – کلیدی آسامیوں سے مرزائیوں کو برطرف کر دیا جائے –

ماسٹر تاج الدین انصاری نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آخری ملاقات کے بعد ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ہمارے مطالبات کو عزت و آبرو کے ساتھ ماننا خواجہ صاحب کے لئے ناممکن ہے – ان میں یہ ہمت ہی نہیں ہے کہ وہ انگریزی سامراج کے ایجنٹ اور پاکستان کے مولناک دشمن ظفر اللہ کو اپنی قوت کے ساتھ ہٹا سکیں – مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب ابھی ابھی

صورت حال کو سمجھنے سے قاصر ہیں — جبکہ بین الاقوامی امور پر اس شخص نے ہمیں ایسے چوراہے پر لاکھڑا کیا ہے — جہاں پاکستان کو تیسرے بلاک میں حصہ لینے کے لئے مجبور کر دیا جائیگا — آپنے فرمایا کہ ظفراللہ کو اس کرسی پر بٹھائے رکھنا اس ملک کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کے مترادف ہے — اسلئے ہم ہر قیمت پر ظفراللہ کو اسکے موجودہ عہدہ سے ہٹا دینے پر مصر ہیں —

آپ نے فرمایا کہ میرا مطالبہ نہایت واضح ہے — مجلس عمل کہتی ہے کہ ظفراللہ کو ہٹا دو — یا اپنی کرسیاں بھی خالی کر دو —

ماسٹر تاج الدین انصاری نے اپنی تقریر میں مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ کیجئے — زندگی کے ہر پہلو میں ان لوگوں نے ہمارا مقاطعہ کر رکھا ہے جب یہ قادیان میں تھے تو ہمارے راستے بند کر دیئے گئے تھے اب جبکہ یہ ربوہ میں ہیں — انہوں نے ہمارا بائیکاٹ کر رکھا ہے — حالانکہ ہمیں چاہئے تھا — کہ ہم انکا بائیکاٹ کرتے — سوشل بائیکاٹ کے پروگرام کے متعلق مجلس عمل عنقریب اپنا اعلان جاری کرکے ملت اسلامیہ سے اپیل کریگی کہ وہ اس پروگرام کو اپنائے اور انہیں محسوس کرا دیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں — بلکہ غیر مسلم اقلیت ہیں —

ماسٹر تاج الدین انصاری نے مجلس عمل کی تحریک پر امن ہونے کا یقین دلاتے ہوئے کہا — کہ اگر ملک میں بدامنی پیدا کی گئی تو ہمیں مجبوراً اس منزل تک پہنچنے کا خیال ترک کرنا پڑیگا — جو اس وقت ہمارے سامنے ہے — ہم نہیں چاہتے کہ ہماری کسی نازیبا حرکت کی بنا پر ہماری منزل آنکھوں سے اوجھل ہو جائے — میں آپ سے اپیل

کرتا ہوں کہ آپ اس وقت تک کوئی قدم نہ
اٹھائیں - جب تک کمیٹی آف ایکشن آپ کو
کوئی راستہ نہ بتائے -

ماسٹر تاج الدین نے فرمایا کہ ہم اس امر سے بے خبر نہیں ہیں کہ مرزائی ہر قدم پر ہم سے الجھنے کی کوشش کرینگے - اور ایسی صورت پیدا کرنے کی کوشش کی جائیگی - کہ ہم اشتعال میں آ کر خونریزی کی طرف مائل ہو جائیں لیکن ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم انکی ہر چال کو ناکام بنا دینگے - اور پورے امن کے ساتھ مجلس عمل کی ہدایات کے تحت وہ اقدام اختیار کرینگے جس کی وجہ سے ہماری منزل نزدیک سے نزدیک تر ہوتی چلی آئیگی - میں آپ سے اپیل کرونگا کہ وقت آنے پر آپ کسی مرحلہ پر بھی اشتعال میں نہ آئیں - مجھے امید ہے کہ قوم پوری تنظیم کے ساتھ محتاط رہے گی - اور پر امن طریق پر اپنی جدوجہد جاری رکھکر ناموس محمد صلعم کا تحفظ کرے گی -

ماسٹر تاج الدین انصاری نے ایک غلط فہمی دور کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے کراچی میں جو آخری قرارداد الٹی میٹم کی صورت منظور کی ہے - اسکا تعلق صوبوں کی حکومتوں سے نہیں ہوگا - بلکہ اس قرارداد کا براہ راست تعلق مرکزی حکومت سے ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ قرارداد کی روح کا رشتہ خواجہ ناظم الدین کے ساتھ وابستہ ہے اگر ۲۲ فروری تک ظفراللہ کو اسکے عہدہ سے الگ نہ کیا گیا - تو ہم ۲۲ فروری کو مطالبہ کرینگے کہ خواجہ ناظم الدین وزارت کی گدی چھوڑ دیں -

ماسٹر جی نے خواجہ ناظم الدین اور انکے بھائی خواجہ شہاب الدین گورنر صوبہ سرحد سے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ان بھائیوں نے صوبوں کا گلا دبانے کی قسم کھا رکھی ہے صوبہ سرحد میں خواجہ برادران نے وزیر اعظم کو مجبور کر دیا

نہیں اور محمد رسول اللہ کی ناموس محفوظ نہیں ۔ تو دستور کیا معنی رکھتا ہے ۔

آپ نے فرمایا کہ اگر پاکستان میں چھوٹے
چھوٹے بچوں پر محض اسلئے گولی چلائی گئی کہ
وہ مطالبہ کر رہے تھے کہ تعلیم کو سستا کیا جائے
اور فیسیں کم کی جائیں ۔ تو کوئی عجب نہیں کہ وہ
ناموس مصطفی کے محافظین پر بھی گولی چلا دی جائے
آپ نے کہا کہ ہم گولیوں سے ڈرنے والے نہیں ۔
کراچی کے طلباء نے ہمیں خوب درس دیا ہے کہ اے
مولویو! ہم فیس کے مطالبے کیلئے جام شہادت نوش کر گئے
اور تم ناموس مصطفے کے لئے قربانی دینے سے گھبراتے ہو ۔

مولانا عبدالغفور ہزاروی نے فرمایا کہ اصل طاقت خواجہ ناظم الدین کی طاقت نہیں ہے بلکہ اصل طاقت عوام کی طاقت ہے اور عوام کی طاقت وہ ہے جسکے سامنے دنیا کی ہر حکومت کو جھکنا ہی پڑا ہے ۔ اور آج بھی پاکستانی عوام کے سامنے خواجہ ناظم الدین کی طاقت کو ہتھیار ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر عوام نے اس نازک مرحلہ پر جبکہ دستور بن رہا ہے ۔ اپنی طاقت کا مظاہرہ نہ کیا ۔ تو اسکے سوا اور کونسا دن آئیگا ۔ اور قیامت کے روز ہم محمد عربی کو کونسا منہ دکھائیں گے ۔ اور کس کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے ۔

آپ نے فرمایا کہ ہم علماء میں بدامنی نہیں چاہتے ۔
مگر جب ۲۲ فروری کے بعد کونسل آف ایکشن کوئی مناسب
قدم اٹھائے گی ۔ تو بتائیے کہ ذمہ دار حکومت کے سوا کس

برعاید ہوگی ۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ
اس روز خواجہ صاحب اور انکی کابینہ نتائج کی
ذمہ داری قبول کرنے پر مجبور ہوں گے ۔

مولانا عبدالغفور ہزاروی کے ایاء لکھم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسول کے قربان ہونے والے ہاتھ کھڑے کریں ۔ اس پر مجمع نے دونوں ہاتھ کھڑے کرکے حضور صلعم کی ناموس پر قربان ہو جانے کا عہد کیا ۔ اور اعلان کیا ۔ کہ رسالت مآب کے تحفظ کے لئے مسلمان اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے ۔

ان حضرات کے علاوہ مولانا محمد بخش مسلم مولانا غلام محمد ترنم مولانا حافظ خادم حسین مولانا غلام دین نے اپنی مخصوص انداز میں حکومت پاکستان کو انتباہ کیا وہ صورت حالات کو بگڑنے سے بچائے ۔ مسلمانوں کی آزمائش نہ کی جائے ۔ اگر ایاء بارہ ہزا پھوڑ دیا ۔ تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جائیگا ۔ ان علماء نے مطالبہ کیا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ ظفر اللہ کو اسکی وزارتی کرسی سے علیحدہ کر دیا جائے ۔ اگر قوم کے ووٹوں سے ہمارے ارباب حکومت ان کرسیوں پر براجمان ہیں تو اس وقت سے بھی خبردار رہیں ۔ جب قوم یہ گدیاں چھین لے گی ۔ علماء نے کہا ۔ کہ ناموس رسالت کے سوال پر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس معاملے میں کسی کا لحاظ نہیں کیا جائے گا ۔ اور ۲۲ فروری کے بعد مزید مہلت نہیں دی جائے گی ۔

سید مظفر علی شمسی

سید مظفر علی شمسی نے اپنی تقریر میں کہا کہ محمد رسول خدا اس وقت تک آپ میں اپنی ملامت کا اقرار مانگتے ہیں ۔ انہوں نے ہمیں قرآن مجید عطا کیا ۔ اسلام دیا اور آج اسی قرآن اسلام اور خود تاجدار مدینہ کی ذات اقدس

پروانشان رسول حملہ آور ہیں - ایک مدت کے بعد امن دور میں ایمان بار پھر اسلام پر کفر کی یلغار ہے - آج ہمیں دیکھنا ہے کہ انکی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے کون آگے بڑھتا ہے کون قربانیاں پیش کرتا ہے -

اس مرحلہ پر مسلمانوں نے بلند نعروں کے ساتھ اس امر کا یقین دلایا کہ ہم محض حضورؐ کے نام کی عظمت کے لئے زندہ رہے - اگر ہم اس عظمت کو قائم نہیں رکھ سکے تو ہماری زندگی موت کے برابر ہے -

سید مظفر علی شمسی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ شمع رسالتؐ کے پروانوں کو اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے رضاکارانہ طور پر اپنے ناموں کا اعلان کر دینا چاہئے - اور حضور صلعم کے محافظوں میں اپنا نام درج کرا دینا چاہئے -

اس عظیم الشان جلسہ کی صدارت آل مسلم پارٹیز کونشن کی مجلس عمل کے صدر ابوالحسنات مولانا محمد احمد نے کی - جلسہ سوا دس بجے شروع ہوا - اور دو بجے بعد دوپہر تک ہنگامہ خیز تقریریں ہوتی رہیں - نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے رسالت بلند ہوتے رہے - موچی دروازہ کے باغ میں کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی - ٹریفک بھی کبھی کبھی رک جاتا - اور سڑک پر پولیس کو ٹریفک میں آسانی پیدا کرنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ اہتمام کرنا پڑا -

دو بجے بعد دوپہر تحفظ ختم نبوت کے نعروں کے درمیان جلسہ برخاست ہوا -

---

اپنڈیکس نمبر ۲۷ M.L. Assembly Party

153 to 160

کارروائی اجلاس پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی

منعقدہ ۱۵ مارچ ۱۹۵۳ء - بوقت ۱۰ بجے صبح

واقع کمیٹی روم - پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی -

. . . .

تلاوت قرآن مجید چودھری سلطان علی صاحب

آنریبل لیڈر نے فرمایا کہ بوجہ التوائے اجلاس (۱۲ مارچ تا ۱۵ مارچ) رسمی ایجنڈا کی طرف توجہ نہیں دی جا سکی ہے -

موجودہ حالات پنجاب کے متعلق آنریبل لیڈر نے فرمایا کہ ان حالات اور واقعات کو آپکے سامنے پیش کرنا فرض ہے - جن حالات سے پاکستان کو بھی صدمہ پہنچا اور پنجاب کو تو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے - ہم چاہتے تھے کہ پنجاب کو استقلال مضبوطی اور ہم آہنگی کا باوقار درجہ حاصل ہو - مگر اسکو بے حد دھکا لگا ہے - اس بحران میں آپکا بھی حصہ اور ذمہ داری ہے تفصیل یوں ہے -

ایک سال ہوا تحریک ختم نبوت شروع کی گئی - ابتدا میں اس تحریک کو مجلس احرار نے شروع کیا - مرزائیت کا طرز تخیل اسلام سے تعلق نہیں رکھتا اسلئے (۱) سر ظفر اللہ کو پاکستان کی وزارت خارجہ سے برطرف کیا جائے - (۲) مرزائیت کو اقلیت قرار دیا جائے - لیکن اب مطالبات بڑھ گئے ہیں - چنانچہ مزید مطالبات یہ ہیں - مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کیا جائے اور ربوہ کی خصوصیت ختم کر دی جائے - اور وہاں دیگر لوگوں کو بھی برابر کی مراعات دی جائیں - یہ تحریک جاذب نگاہ اور لوگوں کی توجہ کا مرکوز کرنے والی تھی - اس میں سیاسی مقاصد بھی تھے - ہم اس تحریک کے متعلق قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے - ہم نے مرکز کو کہا کہ ان مطالبات کے متعلق حکومت کا رویہ واضح ہونا چاہئیے - اگر مطالبات کو ماننا ہو تو ہم

تحریک کی قیادت کریں اور اگر اسکی مخالفت کرنا ہو تو اسکا مقابلہ کیا جائے ۔ لیکن مرکز سمجھتا تھا کہ Issues کا فیصلہ کئے بغیر اس تحریک کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے ۔ مگر میرا خیال اسکے برعکس تھا ۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں اس تحریک کے بارہ میں پنجاب لیگ کونسل کا اجلاس ہوا ۔ جس میں قرارداد پاس ہوئی جسکا مفہوم یہ تھا :-

(۱) ۔ ختم نبوت کا عقیدہ درست ہے ۔
(۲) ۔ Issues کے بارے میں مرکزی حکومت فیصلہ کرے گی ۔
(۳) ۔ امن عامہ کا قیام اور جان و مال کی حفاظت ہمارا اولین فرض ہے ۔

میں نے ڈھاکہ میں مجلس عاملہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا ۔ مگر وہاں قیادت نے وہاں بھی اس مسئلہ کا کوئی حل نہ کیا ۔ اس کے بعد اور مسائل درپیش آئے ۔ مثلاً (۱) خوراک (۲) بی ۔ پی ۔ سی رپورٹ ۔ جن کی اہمیت کے پیش نظر پہلا مسئلہ کچھ ٹھنڈا سا پڑ گیا ۔ مگر اندریں اثنا قائدین احرار نے یکایک Direct-Action (راست اقدام) کا نوٹس دیدیا ۔ میں نے وزیراعظم صاحب اور گورنر صاحب سے یہ عرض کیا کہ یہ مسئلہ گورنرز کانفرنس میں پیش کر دینا چاہئے تاکہ اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ ہو سکے ۔ مگر وہاں بھی کچھ نہ ہوا ۔ جب راست اقدام Direct Action کا وقت قریب آیا تو خواجہ صاحب یہاں تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ جہاں تک مطالبات کا تعلق ہے یہ تحریک پنجاب ہی میں ہوگی کیونکہ قادیانی اور احرار ہر دو کا مرکزی مقام پنجاب میں ہی ہے ۔ اگر آپ نے مطالبات ماننے ہیں تو ابھی بہتر ہے ورنہ تحریک شدت سے ہوگی اور اسکے نتیجہ کے طور پر اگر مطالبات مانے گئے تو کچھ عرصہ کے بعد اور مطالبات پیش کئے جائینگے ۔

اسکے بعد تحریک کے لیڈر کراچی چلے گئے ۔ گفتگو ہو رہی تھی کہ خواجہ صاحب نے بلایا ۔ چنانچہ چٹھہ صاحب ۔ آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کو

وہاں بھیجا گیا ۔ کوئی فیصلہ نہ ہوا ۔ اگلی رات تین بجے صبح دوبارہ جلسہ ہوا (اس وقت تک تحریک کے لیڈروں نے صبح سات بجے راست اقدام کرنے کا اعلان کر دیا) فیصلہ کیا گیا کہ اس چیلنج کا ہر قیمت پر مقابلہ کرنا ہے کیونکہ مرکزی حکومت کے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں ۔ ہمیں اگلے دن دو تین بجے فیصلہ کی اطلاع چیمہ صاحب کی واپسی پر ملی ۔ مجھے احساس تھا کہ تحریک مضبوط اور ہمہ گیر ہو گی ۔ مگر میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ تحریک اتنی جلد Violent ہو گی ۔ اور زور پکڑ جائیگی ۔ سیالکوٹ لاہور اور دیگر کئی ایک مقامات پر یہ تحریک غیر ذمہ دار اور غلط عناصر کے ہاتھ میں آ گئی ۔ چنانچہ لاہور میں ایک دن لوٹ مار آتشزدگی ۔ قادیانیوں کا قتل اور گورنمنٹ دفاتر میں خوف و ہراس کی صورت پیدا ہو گئی ۔ ٹیلیفون کی تاریں کاٹی گئیں ۔ ریلیں اکھاڑ دی گئیں اور ایک تعطل سا پیدا ہو گیا ۔ میں مرکزی حکومت کے ساتھ میں رہا ۔ میں چاہتا تھا کہ فوج کو انتظام نہ دیا جائے ۔ ہم ایک کوشش کریں تا کہ سادہ دل عوام جو محض الفت رسول کی بنا پر اس تحریک کے ساتھ ہیں علیحدہ ہو جائیں ۔ چنانچہ اپنی تائید کے ساتھ مرکز کو مطالبات بھیجنے کا اعلان کیا گیا ۔ مگر افسوس کہ یہ کوشش کوئی پھل نہ لا سکی ۔ اور فسادات بڑھتے ہی گئے ۔ لوگ زندہ جلائے گئے ۔ ڈاکخانے لوٹے گئے ۔ اور مکانات نذر آتش کئے گئے ۔ اس موقعہ پر میں نے میجر جنرل اعظم کو کہا کہ وہ شہر کا قبضہ لے لیں ۔ مرکز سے گفتگو ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ مارشل لا کا نفاذ کر دیا جائے ۔ اس رات گیارہ بجے تک گیارہ ہلاک اور کچھ لوگ زخمی ہوئے ۔ موجودہ حالات ۶ مارچ سے جاری ہیں ۔ اضلاع میں پولیس نے فوج کی امداد سے انتظام سنبھالا ہوا ہے ۔ اگر اس وقت لیڈران تحریک کو مذاکرات کی دعوت دی جاتی تو مطالبات بہت بڑھ جاتے ۔ پنجاب کو بچانے کی صرف ایک

ہی صورت تھی کہ ہر قیمت پر امن و امان کو قائم اور بحال کیا جائے - کیونکہ مذاکرات اور گفتگو سے امن و امان کی بحالی ممکن نہ تھی - بلکہ یہ کوشش ایسے عناصر کے ہاتھ مضبوط کرتی جن کا مقصد ملک میں افراتفری پیدا کرنا تھا - ہم کو چاہئے کہ ایسی فضا پیدا کریں جو عقلمندی اور Sanity کے مطابق ہو - لاہور میں مارشل لاء ہے - باقی اضلاع میں تحریک موجود ہے مگر وہ قابو میں ہے اور دن بدن کم ہو رہی ہے - تحریک کو کنٹرول کرنا یا مضبوطی سے دبانا ہر وقت آسان ہے - لیکن یہ تحریک ہمارے ملک میں اسلام کی تحریک ہے اگر اسے بھی دبا دیا جائے - مگر پھر بھی لوگوں کے دلوں میں اسکی خواہش باقی رہیگی - میری رائے میں ایک ہی پالیسی ہمت اور سختی اور درشتی کی ہے - جس سے اس تحریک کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے - اسوقت نرمی یا مذاکرات کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا -

کافی افواہیں ان حالات کی پیدا کردہ ہیں - مگر افواہوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی - ہمیشہ واقعات کی اہمیت ہوتی ہے - کہا جاتا ہے کہ وزارت استعفیٰ دے رہی ہے - کیونکہ مرکز اور پنجاب کا اختلاف ہے - ممکن ہے کہ دفعہ ۹۲ - ا - لگا دی جائے - مگر یہ سب افواہوں سے زیادہ کچھ نہیں - اس ہیجان میں مسلم لیگ پارٹی کو نقصان ضرور ہوا ہے - مگر اس ہیجان سے کسی دیگر سیاسی پارٹی کو فائدہ نہیں ہوا - جب کوئی اور پارٹی متبادل حکومت نہیں بنا سکتی تو ہمارے جانے سے خلا پیدا ہو سکتا ہے - جسکا نتیجہ بربادی کے سوا کچھ نہیں - اسلئے ہمیں کسی صورت میں ایسی کمزوری نہیں دکھانی چاہئے - جس سے ملک کی سالمیت کو ذرا سا بھی دھکا لگنے کا احتمال ہو - اور یہ کہ ہمارے مرکز سے اختلافات ہیں - اختلافات تو ضرور ہیں لیکن وہ یا تو آئین سے متعلق ہیں یا ترقیاتی سکیموں کے Development Plans

بارے میں ہیں ۔ یہ مرکز اور صوبہ کیوجہ سے ہوگا ۔ جو ایسے چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بنیاد پر ملک کو کمزور کریں ۔ میں ہر روز ان سے ملتا رہتا ہوں ۔ میں مکمل یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک امن و امان کے بحال کرنے کا اور ملک کی آئیندہ پالیسی چلانے کے مسائل میں ہمارے اور مرکز کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

۹۲ - الف - مرکز اور عوام دونوں کیلئے مفید ثابت نہیں ہو سکتی ۔ اگر انتخابات میں تو مرکز کے حق میں کوئی آدمی نہیں آئیگا ۔ جس سے عوام اور مرکز کے درمیان رابطہ ختم ہو جائیگا ۔ جو ان حالات کے تحت کسی صورت میں بھی پاکستان کی سالمیت کیلئے فائدہ مند نہیں ہے ۔

افواہوں سے تذبذب پیدا ہوتا ہے ۔ ہمیں ان سے پیداشدہ حالات کا مقابلہ کرنا چاہئیے اور ان طاقتوں کو ختم کرنا چاہئیے ۔ جو ایسے ہتھیار استعمال کرکے ملک کی سلامتی کو خطرہ میں ڈالنے کا باعث بنتی ہیں ۔

ہمیں اپنے آپ پر اپنی قوت اور ایمان پر اعتماد ہونا چاہئیے

ہم نے جمہوری قدروں کو اس قدر زیر عمل میں لایا ہے ۔ جیسا کہ ہم انگلینڈ اور یو - ایس - اے جیسے جدید جمہوری گہواروں میں آباد ہیں لیکن موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ ہم ان تجربات کو مدنظر رکھکر جمہوریت کی حدود میں امتیاز پیدا کریں ۔ ہم نے تجربہ کر دیکھا ہے ۔ ہمیں اس تجربہ سے اپنی آئیندہ پالیسی وضع کرنی چاہئیے ۔ ہمیں سختی کی پالیسی پر کاربند ہونا ہوگا ۔ اور سختی سے حکومت کرنا ہوگی ۔ اور اس امر کے متعلق حکومت چلانے والوں کو آپس میں کلی اعتماد اور اتفاق ہونا چاہئیے ۔ آپکو مجھ پر اور اپنے آپ پر مکمل اعتماد ہونا چاہئیے ۔ اور نئے جذبہ یگانگت اتحاد اور اتفاق اور مضبوطی سے کام کرنا چاہئیے تاکہ ہم اپنے وقار اور

اپنی شان کو قائم کر سکیں ۔ اسوقت ہمارا راست خیرپور سے زیادہ وقار نہیں رہا۔ اگر آپ کہیں تو میں بھی تیار ہوں ۔ بلکہ اگر آپ چاہتے ہوں کہ ہم ان چیزوں سے علیحدہ ہو جائیں تو اسکے لئے بھی میں تیار ہوں ۔

میر عبدالقیوم صاحب نے فرمایا کہ آنریبل لیڈر نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے امن و امان قائم ہو اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ وہ سختی اور درشتی کی پالیسی اختیار کرنے والے ہیں لیکن آپ نے موجودہ مسئلہ کے متعلق اپنی رائے کو واضح نہیں کیا ۔ گومگو کی پالیسی نے ہمیں پہلے بھی نقصان پہنچایا ہے ۔ اگر آپکا اور عوام کا ایک ہی ارادہ ہو تو آپ کیسے لوگوں پر گولی چلائیں گے ۔ تحریک ابھی اضلاع میں چل رہی ہے اگر آج فوجی زور ہٹا دیا گیا تو تحریک زوروں پر ہو جائیگی ۔ اس موجودہ قیادت نے بہت غلطیاں کی ہیں ۔ آپ اپنے ٦ تاریخ والے اعلان کو مرکز کے سامنے پیش کریں اگر مرکز اتفاق نہ کرے تو آپ حکومت چھوڑ دیں ۔ مرکز جو چاہئے اور جسطرح بھی چاہے حکومت کا انتظام کرے ۔

ملک قادربخش صاحب نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ ہم اپنا وقار عوام میں کھو چکے ہیں لیکن ہمیں آج ہی یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کہ آیا جو اب تک ہم نے کیا ہے وہ سب غلط ہے یا درست ۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے وقار کو قائم کرنا ضروری ہے ۔ عوام کہہ رہے ہیں کہ ایم ایل ایز مجرم اور ملزم ہیں ۔ اگر مجرم بھی اکٹھے ہو کر کہیں کہ ہم متحد ہو جائیں تو اس اتحاد کے کیا معنی ہیں ۔

چودھری فیض احمد (سرگودھا) نے فرمایا کہ اگر لوگ ہمیں تنگ کریں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنے فرائض کو نہ پہچانیں اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہ کریں ۔ ہمیں آج ہی پروگرام مرتب کرنا چاہئے اور

اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے ـ تاکہ اسطرح ہم عوام سے مل کر ایسی تحریکوں کا مردانہ وار مقابلہ کر سکیں ـ

رانا گل محمد صاحب نون نے فرمایا کہ میاں صاحب کا ٦ مارچ والا اعلان واضح تھا اور آپکی پالیسی واضح تھی مگر اب اس سے انحراف کیوں ہو ـ اگر عوام کی یہی رائے ہو تو ان کو سختی سے دبانا کس طرح مناسب ہے ـ

مہر محمد صادق صاحب نے فرمایا کہ یہ تحریک، پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی مرادف تھی ـ بی بی سی کی رپورٹ نے بنگال اور مرکز و خواجہ صاحب کے خلاف ہوا دی ـ اور اس تحریک کیلئے سازگار فضا پیدا ہوئی ـ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسلم لیگ میں احرار والوں کو جگہ دی ہوئی ہے ـ جو عناصر اس سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں ـ آپ نے پارٹی کو بتایا کہ ڈی سی لائل پور نے لائلپور میں تحریک کے شروع ہی میں مسلم لیگ والوں کو بلایا ـ ان حالات کے پیش نظر لوگ یہ سمجھنے لگے کہ انہیں حکومت کی امداد حاصل ہے ـ ہمارے لیڈر اور ایم ایل اے صاحبان جلوسوں میں شامل تھے ـ انہیں یقین تھا کہ صوبہ اور مرکز کی آپس میں نفرت ہے اور تصادم ہے ـ اگر ہم سب اور آپ اتحاد کا یقین دلائیں تو یہ تحریک بغیر تشدد کے بند ہو سکتی ہے ـ

میاں منظور الحسن (گوجرانوالہ) نے فرمایا کہ ہمیں اس سے اتفاق ہے کہ صوبہ میں سب سے پہلے امن برقرار کرنا چاہئے ـ اور دشمنوں کے ہاتھوں یہ تحریک ایک آلہ ہے اگر ہم نے اتحاد سے اور تدبیر سے اپنی پالیسی وضع نہ کی تو وہ ہمارے ملک کے لئے سودمند ثابت نہ ہوگا اور اس دفعہ بھی یونینسٹوں جیسا آپکا حال ہوگا ـ

چودھری علی اکبر نے فرمایا کہ گومگو کی پالیسی درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے فیصلہ کے بغیر اس تحریک کا کوئی حل نہیں ہوگا۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے مطالبات کا حل کس صورت میں کرنا چاہئے۔

شیخ محمد سعید صاحب نے فرمایا کہ تحریک کے تین مدارج ہیں۔

(۱) کہ ختم نبوت کے عقیدہ کو مانا جائے۔ (۲) ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے سر ظفراللہ کو وزارت خارجہ سے نکال دیا جائے۔ (۳) ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے اقلیت قرار دیا جائے۔ اس تحریک کے پیچھے کوئی اور ہاتھ کام کررہا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو شروع ہی سے پاکستان کے خلاف ہیں۔ ہمیں اس عقیدہ سے اتفاق کرتے ہوئے انکے مطالبات کو مسترد کردینا چاہئے۔

میاں عبداللطیف (شیخوپورہ) نے فرمایا کہ ہم غیر معمولی حالات میں غیرمعمولی فیصلہ کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ ختم نبوت کی تحریک شدید ہو رہی ہے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا اس تحریک کا لبادہ اوڑھ کر ختم نبوت نہیں بلکہ ختم پاکستان مقصود تھا۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ نعرہ تھا کہ ان مردودوں سے نہرو کی حکومت اچھی ہے۔" اسلئے ہمیں ان لوگوں کے مقاصد کو بےنقاب کرانکے ارادوں کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچانے کیلئے سخت کارروائی کرنی چاہئے۔

شیخ ظفر حسین نے فرمایا کہ پاکستان میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ مگر اس عقیدہ کے باوجود لاقانونیت نہیں ہونی چاہئے۔ اگر ہو تو ہمیں اسے سختی سے دبا دینا چاہئے۔

چودھری فضل الٰہی صاحب (گجرات) نے فرمایا کہ کوئی بھی تحریک خواہ اچھی ہی ہو اگر امن عامہ کو خطرہ میں ڈالے تو ہر حکومت کا فرض ہے کہ اسے سختی سے دبا دیا جائے۔

سردار محمد حسین صاحب نے فرمایا کہ امن عامہ برقرار رکھنے کیلئے سختی سے کاربند رہنا چاہئے ۔ البتہ جہان تحریک کا تعلق ہے اگر مطالبات تسلیم کرلئے جائیں تو یہ خود بخود ختم ہو جائیگی ۔

آنریبل چٹھہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے بعض مقررین کے اس نقطہ نگاہ سے اتفاق نہیں کہ حکومت کی پالیسی گومگو ہے ۔ گو اس تحریک کے مقاصد سے ہمیں اتفاق ہی کیوں نہ ہو ۔ لیکن بین الاقوامی حالات کے پیش نظر یہ ناگزیر تھا کہ اس تحریک کو کنٹرول کیا جائے ۔ قائد کے ان الفاظ کہ ہم لاقانونیت کو ختم کرینگے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تحریک پر تشدد کیا جائیگا ۔ مارشل لاء کے نفاذ کے ضمن میں اگر آنریبل لیڈر کامل تدبر اور دوراندیشی سے کام نہ لیتے تو آج لاہور کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی ۔ بعض حضرات کا یہ موقف کہ وزارت مستعفی ہو جائے ملک وملت کی سالمیت کیلئے کوئی نیک فال نہیں ہے ۔ ہم اپنی ذمہ داریوں کے پیش نظر پامردی کے ساتھ پیدا شدہ مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ۔ آج عوام کو ہماری رہنمائی کی ضرورت ہے اسلئے ہمیں اپنے آپ کو انکی رہنمائی کیلئے پیش کرنا چاہئے ۔

مولانا اسلام الدین (ملتان) صاحب نے فرمایا کہ اس مسئلہ کو سلجھانا نہایت اہم اور ضروری ہے مگر آپ اس تحریک کو سختی سے نہیں دبا سکتے ۔ البتہ غنڈہ گردی کو ختم کرنا ضروری ہے ۔

سید مصطفےٰ شاہ صاحب خالد گیلانی (راولپنڈی) نے فرمایا کہ تحریک بد قسمتی سے جن مرحلوں میں داخل ہوئی اسکا علم انکو بھی نہ تھا جو اس تحریک کے بانی تھے تا ہم جو کچھ ہوا یہ کبھی نہ ہوتا ۔ اگر مرکزی حکومت اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتی نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم اپنے عوام کے اعتماد سے محروم ہیں ۔ آنریبل لیڈر صاحب نے ورکنگ کمیٹی کے

اجلاس مین فرمایا تھا کہ جو حضرات اس قسم کی تحریک مین حصہ لیںگے انکے خلاف انضباطی کاروائی کی جا سکتی ہے - لیکن آج ہمین سنجیدگی سے یہ سوچنا ہے کہ آیا ہم اس عقیدہ پر قائم رہ کر پارٹی کے ممبر رہ سکتے ہین ؟ مین ایسے محسوس کرتا ہون کہ میان صاحب اس قسم کے اعلانات سے ڈکٹیٹر بن رہے ہین - آپ نے مزید فرمایا کہ بحیثیت مجموعی چودھری ظفراللہ خان صاحب ایک ناکام شخصیت ہین یہ ازخود مستعفی ہوکر قوم کو ابتلا سا بچائین - آپ نے مزید فرمایا کہ مین مطالبہ کرتا ہون کہ پاکستان کے دستور مین مرزائیون کو اقلیت قرار دیا جائے -

آنریبل لیڈر نے فرمایا مین نے اپنے ٦ مارچ کے بیان سے انحراف نہین کیا - مین ناگزیر سمجھتا ہون کہ اس تحریک کے مطالبات کا فیصلہ جلد ہونا چاہئے - یہ کہنا غلط ہے کہ تحریک مین تشدد نہین ہوا - اگر حکومت امن کو قائم نہ رکھے تو اب بھی خطرہ ہے کہ غیر پسندیدہ عنصر ملک کے خرمن امن کو جلا کر راکھ کر دینگے - مطالبات کی صحت پر مجھے اعتبار نہین - لیکن اس وقت انکو تسلیم کرنا ملک کے امن کیلئے ایک خطرہ کو مول لینے کے مترادف ہے -
آج پوزیشن یہ ہے کہ اگر ان مطالبات کو تسلیم کر بھی لیا جائے پھر بھی تحریک ختم نہ ہوگی - کیونکہ تحریک تشدد پسند عنصر کے ہاتھ مین ہے - اور انکا مقصد سوائے اسکے کچھ نہین کہ ملک و ملت کی آزادی کو خطرہ مین ڈال دیا جائے - لیکن حکومت تشدد کو برداشت نہین کرسکتی - مین سنجیدگی سے سمجھتا ہون کہ آئندہ حکومت کسی تعطیلی پالیسی کے بل پر نہ چل سکیگی - اب ہمین غیرقانونی تحریک مین حصہ لینا آپکی شان کے شایان نہین - موجودہ حالات مین اگرچہ ہماری تنظیم کو بہت دھکا لگا ہے لیکن مین مایوسی کا قائل نہین - دوسری سیاسی پارٹیان بھی عوام کے اعتماد سے محروم ہین - مین اس خیال سے اتفاق نہین کرتا کہ

ھمین اپنی وزارتی ذمہ داریون سے سبکدوش ہو جانا چاہئے - میری رائے مین ہمین یہ راستہ صریحاً" فرار کا راستہ ھے - اور صوبہ کی ترقی اور بہبود کے لئے خطرہ کا الارم ھے - آج کے حالات مین ضرورت تو اس امر کی ھے کہ ہم اپنی ذمہ داریون کو پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کرین اور ان سے عہدہ برآ ہون - اس تحریک کے مطالبات کے ضمن مین مین آپ سے اپیل کرتا ہون کہ قیام امن تا، کسی بہتر فیصلہ کے لئے انتظار کیا جائے -

میان صاحب کی تقریر کے اختتام پر اجلاس بشکریہ صدر برخاست ہوا -

دستخط سلطان عبدالعزیز
سیکرٹری

دستخط ممتاز دولتانہ
آنریبل لیڈر

۲۲۱ - ۲۲۶ اپنڈیکس نمبر ۵۱

کاروائی اجلاس پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی
منعقدہ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۲ء واقع کمیٹی روم
پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی - لاہور -

....

تلاوت قرآن مجید - ابو سعید صاحب انور -

آنریبل لیڈر نے ہاؤس کو مطلع کیا کہ حزب مخالف نے بحث پر دو تحاریک تخفیف پیش کی ہیں جبکہ ہماری پارٹی نے تین تحاریک تخفیف پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے - ان تمام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :-

حزب مخالف

۱ - عام نظم و نسق ...... دو یوم
۲ - بحالیات ...... ایک یوم

مسلم لیگ اسمبلی پارٹی

۱ - زراعت
۲ - تعلیم
۳ - آبپاشی

قرار پایا کہ تعلیم کی بجائے صنعت پر تحریک تخفیف پیش ہو -

مسٹر ابو سعید انور کے مطالبہ پر آنریبل لیڈر نے فرمایا کہ میاں محمد شفیع مولانا محمد ذاکر اور قاضی مرید احمد صاحبان ممبران مسلم لیگ اسمبلی پارٹی زیر حراست ہیں اور ان کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے ماتحت ماخوذ کیا گیا ہے -

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس مین چند اراکین پارٹی نے حزب مخالف کی طرف سے اپنی گورنمنٹ پر اعتراضات کئے تھے - جس کے باعث پارٹی مین ایک ہیجان اور اضطراب پایا جاتا تھا - اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید مرید حسین صاحب نے فرمایا کہ آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ دوسری وزارت بن رہی ہے - شیخ ظفرحسین صاحب نے اعتراض کیا کہ اس معاملہ کو طول نہین دینا چاہئے - لیکن سید نظرحسین شاہ صاحب (مظفرگڑھ) نے فرمایا کہ جماعتی نظم و اتفاق قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس معاملہ کو زیربحث لایا جائے -

آنریبل لیڈر نے فرمایا " مین جانتا ہون کہ سب اراکین مسلم لیگ کے فرمانبردار ہین اور اپنی پارٹی کو مضبوط بنانا چاہتے ہین اور بہرصورت اس پارٹی کے رکن رہنا چاہتے ہین - اس امر کو بھی نظرانداز نہین کیا جا سکتا کہ ہمارے کچھ اراکین کے دلون مین افواہین اور مخالفین کی چالون سے کچھ شکوک پیدا ہوگئے ہین - میرا موقف یہ ہے کہ مین ایک منٹ بھی اس پارٹی کا لیڈر نہین رہنا چاہتا - اگر پارٹی کی معمولی اکثریت کے سہارے پر مجھے کام کرنا پڑے - ہان اگر آپکی بہت بڑی اکثریت چاہیے کہ مین آپکا لیڈر رہون تو آپ مجھے اپنے ساتھ پائین گے - اور اگر مجھے قیادت سے علیحدہ ہونا پڑا تو مین یقین دلاتا ہون کہ مین اسی پارٹی کا شریک کار رہونگا اور کسی طریق سے مزاحم نہ ہونگا -

اگر آپ اس پارٹی کے نظم و ضبط کو قائم رکھتے ہوئے لیگ پر اعتماد رکھتے ہوئے اور مختلف جماعتون سے وابستگی نہ رکھتے ہوئے کوئی اور لیڈر کا انتخاب کرنا چاہین تو ناراضگی کی بات نہین اور آپکے ایسا کرنے سے میرے اور آپکے ذاتی تعلقات مین کوئی فرق نہین آئیگا - بلکہ مین اس جماعت کا رکن رہتے ہوئے آپ کے نئے لیڈر کے ماتحت اس پارٹی کو مضبوط سے مضبوط بناؤنگا -

میں توقع رکھتا ہوں کہ اگر کوئی رکن لیڈر سے غیر مطمئن ہے تو اسے چاہئیے کہ بجائے اپنی شکایات کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرے اسے خود لیڈر سے بات کرنی چاہئیے جب مسئلہ پارٹی کا ہے تو پارٹی سے باہر نہیں جانا چاہئیے ـ اگر اسمبلی میں تقاریر ایسی ہوں جن سے سب یہ سمجھیں کہ مقرر نے شدید مخالفت کی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پارٹی ڈسپلن کو توڑا گیا ہے یا نہیں ـ جبتک آپ پارٹی میں ہوں خواہ آپ لیڈر کو پسند نہ کریں آپکو سیاسی حالات میں اپنے لیڈر کو لیڈر ماننا ہی پڑیگا ـ اراکین ڈسپلن کو اسمبلی سیشن میں توڑیں تو نا ممکن ہے کہ پارٹی اسکا نوٹس نہ لے ـ

آج کل ہماری پارٹی اور حزب مخالف کے چند لوگ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب مسلم لیگ اور پاکستان کی قیادت میں گہرا اختلاف ہے ـ "اسکے متعلق واضح کیا" کہ ہماری تنظیم کی آخری کڑی پاکستان مسلم لیگ ہے اسلئے مرکزی تنظیم ہم پر فوقیت رکھتی ہے ـ مرکزی قیادت کے دو پہلو ہیں :ـ

پاکستان مسلم لیگ ـ اور چونکہ اس مرکزی سیاسی جماعت کے صدر جناب خواجہ ناظم الدین ہیں اسلئے وہ ہمارے قائد اعلےٰ ہیں ـ

۲ ـ مرکزی حکومت ـ اس سے مراد جناب فضیلت مآب گورنر جنرل ـ ان کی کیبنٹ اور وزیراعظم پاکستان ـ کیونکہ کیبنٹ کو منتخب کروانے والے خود وزیراعظم پاکستان ہیں ـ اسلئے مرکزی حکومت سے میری مراد فضیلت مآب گورنر جنرل اور آنریبل الحاج خواجہ ناظم الدین ہیں ـ

مرکزی قیادت کو کسی سے سازش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی پارٹی میں انتشار ڈالنا مستحسن ہے ـ اگر مرکزی قیادت حکم نہیں بلکہ محض اشارہ کرے کہ انکی نگاہ میں میرا صوبہ کی قیادت سے علیحدہ ہونا بہتر ہوگا تو یقین جانئے کہ انکی مرضی اور منشأ کے مطابق میں عمل پیرا ہونے کو تیار ہوں

لیکن یہاں پارٹی میں انتشار نہ ڈالیں " اس کے بعد مسٹر ابو سعید انور نے کہا کہ آپ بھی ایسے ہی مجرم ہیں جیسے ہم - آپ جس چیز کو ختم کرنا چاہتے ہیں اسے خود آپ ہی ختم کریں - اور جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اسے واضح طور پر کہیں -

نصیر احمد صاحب ملہی نے کہا " آپ بہت سی باتیں کہہ گئے ہیں جن باتوں کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں اسے مکمل طور پر بیان کریں " -

میر عبدالقیوم صاحب - " آپ ان لوگوں کا نام لیں جو کسی سازش میں شامل ہیں " -

نصیر احمد صاحب ملہی - پارٹی کے ممبران پر آپکے خوف کا رشتہ طاری ہے - بات آزاد فضا میں ہونی چاہئے - "

آنریبل میاں صاحب نے فرمایا کہ آپس میں تلخی پیدا کرنا مناسب نہیں - میں کسی رکن پر اس وجہ سے ناراض ہرگز نہیں ہونگا - اگر وہ صاف طور پر یہ کہے کہ اسے مجھ پر اعتماد نہیں ہے - لیکن پارٹی کا رکن ہوتے ہوئے ڈسپلن کا توڑنا یقیناً ناخوشگوار صورت ہے - میں نے اپنا موقف بیان کر دیا ہے - آپ اس پر غور کریں - آپس میں مشورہ فرمائیں جس نتیجہ پر پہنچیں اسکے مطابق عمل کیا جائیگا -

اسکے بعد اکثر اراکین نے فرمایا کہ اس موضوع پر مزید گفتگو کی ضرورت ہے - اراکین کے غور و خوض کیلئے موقعہ دیا جائے اور معاملہ آئندہ اجلاس میں برائے بحث و تمحیص پیش ہو -

جلسہ برخاست ہوا -

دستخط (ملک عبدالعزیز) سیکرٹری

دستخط (میاں ممتاز محمد خان دولتانہ) آنریبل لیڈر

---

۲۳۹ - ۲۲۶　　　　　　　　اپنڈیکس نمبر ۵۳

کاروائی اجلاس پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی

منعقدہ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۳ء بوقت ۹ بجے صبح

واقع کمیٹی روم - پنجاب اسمبلی چیمبرز - لاہور

. . . .

کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا -

میاں ممتاز محمد خان دولتانہ -

محترم رفقائے کار و برادران کرام - آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ پارٹی میٹنگ میں میں نے عرض کیا تھا کہ میں خود مسلم لیگ کا ایک کارکن ہوں اور مسلم لیگ کے ساتھ میری مکمل وابستگی ہے - اور ہر بات میں میں مسلم لیگ کے نظم و نسق اور ڈسپلن کے ماتحت ہوں - میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ میری رائے میں جن حالات سے ہمارا ملک آج گذر رہا ہے انہیں یہ لازمی اور ضروری ہے اور اس سے جو گریز کرے گا وہ ملک سے غداری کرے گا - اس وقت پھر پنجاب کی مسلم لیگ اور پنجاب کی اسمبلی پارٹی اور مرکزی قیادت کے درمیان نہ صرف مکمل اتحاد ہونا چاہئے بلکہ انہیں ایک دوسرے پر مکمل اعتماد ہونا چاہئے اور آپس میں کسی قسم کی غلط فہمی کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے - میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ایک وفادار مسلم لیگی کی صورت میں اگر مجھے مرکز کی طرف سے کوئی ہدایت ملیگی تو میں اسکے سامنے سر تسلیم خم کرونگا - کیونکہ یہ شیوہ نہ صرف آزمودہ کارکن کا ہونا چاہئے بلکہ مسلم لیگ کے ہر کارکن کا یہی شیوہ ہونا چاہئے - اس بات کو میں نے اپنی پارٹی میٹنگ کے بعد جمعہ کے روز جبکہ ہمارے بجٹ پر عمومی بحث کا اختتام تھا - اسمبلی میں اپنی تقریر میں اس کا اعادہ کیا تھا تا کہ اسکے متعلق کسی کے دماغ و دل میں کوئی شک و شبہ نہ رہے - ایک بات شاید جو آپ کو معلوم نہ ہو یہ ہے کہ اسکے فوری بعد میں نے ان خیالات کا اظہار پریزیڈنٹ

مسلم لیگ (پاکستان) کی خدمت میں کر دیا تھا اگرچہ میرے لئے ایسا کرنا ضروری نہ تھا - تاہم میں نے یہ سمجھا کہ یہ مناسب ہوگا کہ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں وہاں تک پہنچا دوں کہ یہ صورت حالات تھی - اب بھی جہاں تک میرا تعلق ہے یہی صورت ہے - آپکو علم ہے کہ ہمارے صدر پاکستان مسلم لیگ اور وزیر اعظم صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں میری ان سے گفتگو ہوئی ہے اور انہوں نے مجھے فرمایا ہے بلکہ انہوں نے مجھے ہدایت دی ہے انہوں نے مجھے mandate دیا ہے کہ مسلم لیگ کی خاطر یہ بہتر ہوگا کہ میں اسمبلی پارٹی کی لیڈر شپ سے مستعفی ہو جاؤں - اس پر میں بحث کی ضرورت نہیں - جب قائد کا لیڈر کا جسکو ہم نے خود چنا ہے اور جس کے ساتھ ہم ہمیشہ وابستہ رہے ہیں اور جس جماعت کے وہ لیڈر ہیں اسکے ساتھ آپ سب کی اور میری ہمیشہ وابستگی رہی ہے - تو جب انکا حکم ہے تو اس پر بحث و تمحیص کرنا میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے غداری ہوگی - اس لئے میرا یہ فرض ہے کہ آپ کی پارٹی کی لیڈر شپ اور قیادت سے اپنا استعفیٰ دے دوں بلکہ حکم یہ ہے کہ استعفیٰ دے دو اور پیش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

اس کے بعد میں ایک دو لفظ اور کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ آپ دوستوں نے پچھلے دو سال میں میرے ساتھ جس ذاتی محبت جس ذاتی دوستی اور جس ذاتی ہمدردی اور جس ذاتی ہمدردی کا سلوک کیا میں اسے کبھی نہیں بھلا سکوں گا - میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپکی بہت بڑی اکثریت نے میرے ساتھ جو کچھ فراخدلی کی ہے - میں اسکا احسان کبھی نہیں اتار سکتا - سیاست آنی جانی چیز ہے مگر آپکے ان احسانات کا بوجھ میں ساری عمر اپنے کندھوں پر اٹھائے رکھوں گا -

دوسری بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے دوستوں نے پچھلے دو سال میں ہولیڈر شپ آتی جاتی رہتی ہے - مگر میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مسلم لیگ کا کارکن ہونا کوئی آنی جانی چیز نہیں - یہ ہمیشہ کی چیز ہے - اور اس پر مجھے فخر ہے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ جس سیاسی پارٹی کے ساتھ میں نے اپنی سیاسی زندگی کی ابتدا کی اس پر میری زندگی کا اختتام ہو - تالیاں - آپ میرے ساتھ دوستی اور ہمدردی کا اظہار بہتر طور پر اسی طرح کر سکتے ہیں کہ آپ بھی میری طرح پارٹی ڈسپلن کے پابند رہتے ہوئے پارٹی کو مضبوط بنانے میں سرگرم عمل ہوں کیونکہ میں مسلم لیگ کی مضبوطی ہی کو پاکستان کی مضبوطی سمجھتا ہوں -

ایک اور چھوٹا سا کام میرے سپرد ہے اور وہ یہ ہے کہ میں آپکی خدمت میں عرض کروں کہ صدر پاکستان مسلم لیگ کی رائے میں آپکی آئندہ قیادت کیلئے سب سے موزوں شخصیت ملک فیروز خان نون ہیں - میں یہ نام آپکی خدمت میں رسمی طور پر پیش کرتا ہوں - مجھے امید ہے کہ آپ پارٹی کی سالمیت کو برقرار رکھیں گے -

میں ایک بار پھر آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے الوداع ہوتا ہوں - اب سیّد خلیل الرحمان صاحب جنہیں خواجہ صاحب نے میری گذارش پر میرے ساتھ کر دیا تھا - اس اجلاس کی صدارت کرینگے -

آنریبل سیّد خلیل الرحمان صاحب -

ہمارے خواجہ صاحب نے آپکی پارٹی کی قیادت کے لئے آپکی خدمت میں ملک فیروز خان نون کا نام پیش کیا ہے - اگر کوئی صاحب اسکی تائید کرنا چاہیں تو کریں - (ایک سے زیادہ آوازوں نے اسکی تائید کی) --- (تالیاں)

برادران عزیز - یہ میرا ایک ناخوشگوار فرض تھا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنے نہایت ہی عزیز رفیق کار اور محترم قائد کو آپ سے اور اپنے آپ سے علیحدہ ہوتے دیکھوں (میاں ممتاز دولتانہ - علیحدہ کیوں جناب) - قیادت سے علیحدہ ہوتے دیکھیں - ہم مسلمانوں کی تاریخ ایسے واقعات سے پٹی پڑی ہے - آپ کو یاد ہوگا کہ عالم اسلام کا سب سے بڑا جرنیل جنہیں اللہ کی تلوار "کا خطاب حاصل تھا جب انہیں یہ حکم ملا کہ وہ قیادت سے دستبردار ہو کر ایک سپاہی کی حیثیت سے کام کریں تو انہوں نے اپنے خلیفہ اور قائد کے احکام کی تعمیل کی اگرچہ اسوقت انکی قوم کے جذبات شدید تھے اور وہ انکو جانیں دینے کیلئے تیار تھی مگر اپنے جذبات اور احساسات کے باوجود انہوں نے اپنے قائد کا فیصلہ سرآنکھوں پر رکھا - مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میرے قائد اور عزیز اور محترم رفیق کار نے اپنے صوبہ میں آج ان روایات کو برقرار رکھا ہے میں آپ حضرات کا بے حد مشکور ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ہماری سالمیت اور آزادی کو برقرار رکھے اور ہمارے عزائم کو زندہ رکھے اور پورا کرے -

حضرات - آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس پارٹی کے لیڈر ملک فیروز خان نون ہیں ———— تالیاں ————

سید مصطفے شاہ صاحب خالد گیلانی - جناب صدر - میری یہ گذارش ہے کہ ہمارے اس ہاؤس کی طرف سے ہماری ایک درخواست ہمارے قائد محترم کی خدمت میں پہنچا دی جائے - جہاں تک اس پارٹی کے ڈسپلن کا تعلق ہے ہم جس طرح پہلے اسکے پابند رہے ہیں اسی طرح آج بھی اسکے پابند رہینگے - لیکن ہماری یہ عرضداشت انکی خدمت میں پہنچا دی جائے - کہ ہم نے متفقہ طور پر انکے حکم کے مطابق ملک فیروز خان نون کو پارٹی کا لیڈر بنا لیا ہے - ہم میاں ممتاز دولتانہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے جو کہا تھا اس پر

عمل کرکے دکھا دیا ہے - اور ڈسپلن کی پابندی کرکے ایک مثال قائم کردی ہے - مگر ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ جب نئی وزارت کی تشکیل کی جائے وہ مسلم لیگ پارٹی کے اندر سے کی جائے - اس میں باہر سے کوئی ایسا آدمی نہ شامل کیا جائے - جو اس پارٹی کا رکن نہ ہو - اگر ایسا کیا گیا تو اس ہاؤس کے لئے ناقابل قبول ہوگا -

ملک عبدالعزیز صاحب - جناب صدر اور میرے بھائیو - میرے دوست سید غلام مصطفیٰ گیلانی نے جو فرمایا ہے میں اسکی تائید کرتا ہوں - جو پیغام پاکستان مسلم لیگ کے صدر کی خدمت میں پہنچا ہے میں اس میں اضافہ کے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں - باوجود اسکے کہ ہمارے قائد کے ساتھ پارٹی کا اعتماد اور اعتقاد تھا ہم انکی خوشنودی کے پیش نظر اپنے جذبات کو روند کر ہم نے اپنے قائد کی طرح مرکز کے اشارہ کو تسلیم کرلیا ہے - مگر دنیا کے کسی آئین میں اس قسم کا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا بالخصوص ایسے ملکوں میں جو جمہوری لائنوں پر چل رہے ہیں یہ ایک غیر معمولی قدم ہے مرکز کی طرف سے جس کی ہم نے غیرمعمولی طور پر تعمیل کردی ہے مگر میں انکی خدمت میں یہ بھی عرض کردوں کہ اگر مرکز کی طرف سے ایسے غیرمعمولی اقدام ہوتے رہے تو ضروری نہیں کہ ہر وقت ان کی تعمیل ہو -

جہاں تک ہمارے لیڈر کے استعفیٰ دینے کا تعلق تھا یہ درست ہے کہ ہم ان کی عزت کرتے ہیں - لیکن جہاں تک نئے لیڈر کے چناؤ کا تعلق ہے اس میں تمام ہاؤس کو چناؤ کا حق ہونا چاہئیے تھا - گو اس قیمتی حق کو غصب کرلیا گیا ہے - مگر پھر بھی مرکزی ہدایت کی تعمیل ہم پر فرض ہے - (شور اور قطع کلامیاں) لیکن میں یہ عرض کرتا چاہتا ہوں کہ اس رسم کو بار بار نہ دہرایا جائے -

آنریبل سید خلیل الرحمان - حضرات میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں - اور اسکے بعد اسکو adjourn کرتا ہوں -

دستخط ملک عبدالعزیز
سیکرٹری

آنریبل لیڈر